سلور کنگ عرف
دامن یا جرم وفا یا صبح امید
مصنفہ
آغا محمد حشر کشمیری

مکمل ڈراما

سِلور کِنگ

باب پہلا پردہ پہلا

(رشیدہ ۔ بانو کشین کا خدا کی حمد گانا)

گانا

داتا نیارا ہے پیاری کیا نیاری توری شان ۔
جگت پھلواری کیا پیاری ہے نیاری بحر حیران ۔
ن ۔ یہ آزمانے کا میرے کریم ارادہ ہے
میرے گناہ کر رحمت تیری زیادہ ہے ۔
دکھ ساگر سے کر دو پار شرن تمہار کرا دو پار رکھیو ہر ادھیان ۔
(رتنیوں کا گاتے ہوئے چلے جانا)

باب پہلا پردہ دوسرا جوئے خانہ

(جواریوں کا شراب نوشی کر کے ترنظ آنا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔)

گانا

پہلا جواری۔ بوئے بوئے۔
بوا سے یس سر یس سر
جواری۔ دے دے ... پیالا پینے والا ہو متوالا۔

بادل برسے کالا کالا۔ پھولا آنکھوں میں گل لالہ۔ کیسا چھایا ہے ہریالا۔ ہاں
ایکشا مبر دن کا بہادے نالا۔ نہ رکھنا باقی ساقی تیرا بول بالا
کھڑے ہیں تیرے در پر لیئے پیمانہ۔ پلا دے سب کو ساقی آباد میخانہ
دنیا سے کیا ہے بے جانا۔ پینا کھانا سوچ اڑانا۔

بوئے بوئے۔
یس سر یس سر
کیوں چھپائی لا دے بجائی خالص وسکی رنگت ہو جس میں بس کی۔ اور لذت
جس میں ہو کس کی۔
ہاں یار کہاں تک۔ لاگ اڑا دے لاگ بجھا دے آگ۔ ہاں۔
دو دن کی دنیا ہے اور دو ہی دن کا جینا۔ دم ہے جب تک دم ہے ہر دم اسکو پینا
بادل برسے کالا کالا۔ پھولا آنکھوں میں گل لالا۔
ہاں ایکشا مبر دن کا بہادے ... باقی ... ساقی تیرا بول بالا
بوئے بوئے
یس سر یس سر
(گانے کے بعد سب ... ناچنا)

۱۱جواری دنیا کے پاجیوں کے ... !
... چرکٹوں میں وقت ... !
... کی جڑ۔ تباہی کے ...
انسان کے لباس میں شیطان ہوں ؟ ہم !

پہلا۔ شیطان کو بھی مات دیں مگر دنس ہیں۔
دوسرا۔ اس جیسے دس ہزار کو رکھتے ہیں جیب میں۔
تیسرا۔ دوستو! دنیا کے بہترین لعل کہاں ملتے ہیں؟
سب۔ بدخشان میں۔
چوتھا۔ دنیا کے بہترین ہیرے کہاں دستیاب ہوتے ہیں؟
سب۔ گولکنڈہ کی کان میں۔
تیسرا۔ دنیا کے تمام چمکنے والے ستارے کہاں نظر آتے ہیں۔
سب۔ آسمان میں۔
پہلا۔ دنیا کے سب سے معزز اور شریف آدمی کہاں دکھائی دیتے ہیں۔
سب۔ اس مکان میں
تیسرا۔ بیشک ہے چیا نہیں جتنے اچھے لوگ ہیں ان سبکا ثبت بد
جوا خانہ نہیں ہے یہ شرفیوں کا مرقع ہے
چوتھا ہے کوئی قیمت لگا سکتا نہیں جن کی مانے ہیں
وہ سب ہیرے ہی ہیں جو جمع آکر اس خزانے میں

(اندر سے آواز کا آنا)

پہلا۔ بہت تیرے کی دو مارا۔
دوسرا۔ اررر۔ کیا بڑا داؤ مارا۔
تیسرا۔ چلو چلو روپیہ لیاؤ۔
دوسرا۔ اماں یہ کیا اوپچ ہے۔ اٹھاؤ۔ اماں سو کی بازی جیتی ہے۔ دو سو تو لگاؤ۔
چوتھا۔ آل راٹ۔
پہلا۔ ون ہنڈرڈ۔
دوسرا۔ ٹو۔
تیسرا۔ تھری۔

چوتھا۔ فورٹ

پہلا۔ سکس۔

دوسرا۔ سیون۔

پہلا۔ شو

دوسرا۔ فلاش۔

تیسرا۔ تھری جیک۔ بپ بپ ہرے۔

پہلا۔ یار اس عزت اور دولت کی قربان گاہ میں آج کون سا بکرہ بھینٹ چڑھنے آیا ہے۔

دوسرا۔ شاید الو کسی آنکھ کے اندھے اور گانٹھ کے پورے کو دانہ چارے کی چاٹ پر لگایا ہے۔

چوتھا۔ تو چلو دولت کا نیلام ہو رہا ہے۔ دو چار بولیاں بولیں۔ بہتی ہوئی گنگا سے ہم بھی ہاتھ دھو لیں۔

تیسرا۔ ضرور ضرور

آبرو رکھیں گے پتے پھینکو ادھر چل کے ہم
نام لیوا ہیں جہاں میں آج راجہ نل کے ہم

دوسرا۔ ایک کے دو دو کے دس ہوتے ہیں اک پل بار میں
دیکھنا برکت ہے اتنی ہاتھ کے بیوپار میں

(سب کا اندر جانا)

(افضل خان کا گھبرائے ہوئے آنا)

افضل۔ ارے [illegible]

نوکر۔ [illegible]

افضل۔ بادشاہ کو [illegible]

نوکر۔ بیگم [illegible]

افضل - ہاف کورس برانڈی۔
پولے - آل رائٹ سر۔
افضل - شامپین۔
پولے - ویری ویل۔
افضل - دُنیا کی بیشمار زبانیں یکساں لفظوں میں اس جگہ کے خلاف اپنا
غصہ اور نفرت ظاہر کرتی ہیں۔ وہ کہتی ہے کہ یہ بُری جگہ ہے۔ یہاں جُوا
کھیلا جاتا ہے۔ جُوا ایک درخت ہے۔ جو کوتہ فہم ہاتھوں سے لالچ کی زمین پر
بویا جاتا ہے۔ پانی کے بدلے دولت و عزت کے خون سے سینچا جاتا ہے
اور بڑا ہو کر مفلسی بے عزتی اور تباہی کا پھل لاتا ہے۔ آہاہاہا کیسے
جج اور کیسا عجیب فیصلہ ہے۔ میں ناانصاف منصفوں سے کہتا ہوں۔ کہ اگر یہ
جگہ جوا خانہ ہونے کی وجہ سے سوسائٹی کی مجرم ہے۔ تو تمہیں تمام جہان کے
برخلاف فرد جرم لگانی چاہئے۔ جواب دو۔ کیا یہ تمام دُنیا جوا خانہ نہیں
ہے کیا اس دُنیا میں ہر ایک شخص ایک دوسرے کے ساتھ داؤ نہیں کھیل رہا ہے
بادشاہوں کے دربار میں۔ وزیروں کے محل میں۔ فوج کے کیمپ میں۔ سوداگروں
کی دوکان میں۔ غرض ہر ایک جگہ قسمت کی بساط پر کوشش کا پاسہ نہیں
پھینکا جا رہا ہے۔ کیا یہ بڑی مچھلی چھوٹی مچھلی کو بڑی طاقت چھوٹی طاقت
کو۔ بڑی عقل والا چھوٹی عقل والے کو پر انگل جانے جیت لینے اور برباد
کرنے کی کوشش نہیں کر رہا ہے سب جواری ہیں۔ جوا کھیلتے ہیں۔ بادشاہ
طاقت سے کھیلتا ہے سپاہی تلوار سے کھیلتا ہے۔ مدبر قلم سے کھیلتا ہے فیلسوف
دماغ سے کھیلتا ہے لیکن اگر مجرم ہیں تو سب۔ ورنہ کوئی نہیں۔ یہاں جوا ہے تو ہر ایک
جگہ۔ ورنہ کوئی نہیں۔ اس لئے افضل خوب پی اور خوب کھیل جس طرح ہاتھی کے پیچھے
[illegible] ہے۔ وہ پروا نہیں کرتا۔ اسی طرح تو بھی دُنیا والوں کی [illegible]
[illegible] پروا نہ کر۔

بوا ۔ یس سر۔

افضل ۔ ہاف مور

بوا ۔ ماسٹر سات پیگ پی چکے۔ کیا اپنا بس نہیں۔

افضل ۔ اے مجھے وعظ کی ڈیوٹی کب ملی۔ جو شراب کے بدلے نصیحت کا گھونٹ حلق میں اُتارنا چاہتا ہے۔

بوا ۔ ایکسکیوزمی ماسٹر

افضل ۔ گو آن برنگ اٹ۔

بوا ۔ فل اور ہاف۔

افضل ۔ فل یو فول فل۔

بوا ۔ آل رائٹ سر۔

افضل ۔ او بدقسمت میری دولت نکمی میری تندرستی۔ اور یہ تین ٹکے کا نفر میری آزادی چھیننا چاہتا ہے۔ لیٹرو۔ ہمیں مجھ پر فتح پانے کے لئے زبردست جنگ کرنی ہوگی۔

بوا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ماسٹر کا بھیجہ وسکی میں بہہ گیا۔ دماغ کی جگہ کھوپڑی میں بھوسہ ہی بھوسہ رہ گیا۔

تحسین ۔ کیسا شخص ازکس جانتے ہیں؟

(تحسین کے ساتھ افضل کی بیوی رشیدہ کا آنا۔ اور الگ جگہ میں چھپ جانا)

رشیدہ ۔ خداوندا کیا یہ آنکھیں یہی نظارہ دیکھنے کیلئے دی تھیں۔

تحسین ۔ میں آگے بڑھتا ہوں۔ تم جب تک ساتھ ... ہونے کی ضرورت محسوس نہ ہو

[illegible]

افضل ۔ کون؟

تحسین ۔ نگہبان خدا۔

افضل - تم ایک مرتبہ آئے میں نے تمہاری منت کی۔ دوسری بار آئے غصہ کیا۔ تیسری دفعہ آئے دھتکار دیا۔ اب چوتھی دفعہ مجھے بیزار کرنے کے لیے آئے ہو۔ کیسا میرا متواتر انکار تمہاری بوڑھی ٹانگوں کو تھکانے کیلئے کافی نہیں ہے۔

تحسین - ولی نعمت۔ ایک وفادار کتا جب دھتکارے جانے پر اپنے مالک کی طرف محبت سے دوڑتا ہے۔ اور قدموں پر سر رکھکر جس بوٹ کی ٹھوکر کھائی تھی۔ اُسی بوٹ کو چومتا ہے۔ تو یہ بوڑھا غلام جس کی نصف جوانی اور نصف بڑھاپا آپ کے دستر خوان سے گرے ہوئے ٹکڑوں کے چننے میں گذرا ہے۔ آپ کے بگڑنے اور خفا ہونے اور دھتکارنے سے کیونکر اپنا فرض بھول سکتا ہے۔

افضل - جب میں اپنا منشا ظاہر کر چکا۔ تو پھر تم کیا چاہتے ہو؟

تحسین - بہت زیادہ نہیں۔ صرف اتنا کہ جس طرح ایک شخص خوفناک خواب دیکھ کر چونک اُٹھتا ہے۔ اسی طرح آپ بھی اپنی موجودہ نیند سے جاگ کر گھر چلیے۔ روتی ہوئی بیوی کے آنسو پونچھیے۔ بلکتی ہوئی بچی کو گود میں لیجیے اور اپنے سے محبتی شوہر، مہربان باپ اور ایک سمجھدار آدمی کی زندگی شروع کیجیے ؎

اچھا بُرا اپنا ناموقوف عقل پہ ہے
تقدیر کے محل کا معمار خود بشر ہے
سوچ کر سے بچکے چلیے فکر مآل کیجے
ماضی کے تجربے سے اصلاح حال کیجے

افضل - تم چاہتے ہو کہ میں گھر چلوں۔ مگر پہلے یہ بتاؤ کہ میرا گھر اب کہاں ہے نہیں میرا کوئی گھر نہیں ہے۔ میں نے گھر کی رونق گھر کی دولت۔ گھر کی ہر اطمینان بخش زندگی سب کچھ شراب اور جوئے میں غارت کر دی۔ اب گھر کی جگہ صرف مٹی اور پتھر بنی ہوئی چار دیواری ہے جسکے ہر خوفناک مستقبل

اپنے سیاہ پر کھولے ہوئے منڈلا رہا ہے۔ اور جس کے اندر ایک شریف
بیوی اپنے بدچلن شوہر کیلئے۔ ایک معصوم بچہ اپنے بدبخت باپ کیلئے
رحم کے آنسو بہا رہا ہے۔

ٹھکانہ اب کہیں آتا نہیں نظر مجھکو
میں گھر کو بھول گیا اور میرا گھر مجھکو
نہ پوچھ شراب نے اک خانماں خراب کیا
بس اب تو چھوڑ دو قسمت کے رحم پر مجھ کو

تحسین۔ ایسا نہ کہئے۔ جس طرح ہوا اور روشنی کے بغیر کوئی جاندار جی نہیں سکتا
اسی طرح آپکے بغیر دونوں غریب ماں بیٹی زندہ نہیں رہ سکتیں۔

محبت مشتاق ہے اپنے مسیحا کی زیارت کا
مداوا کیجئے گھر چل کے بیمارِ محبت کا
حواس و ہوش کی دشمن پریشانی نہ ہو جائے
میں ڈرتا ہوں کہیں وہ غم سے دیوانی نہ ہو جائے

افضل۔ وہ دیوانی ہو جائے۔ نہیں وہ پہلے سے دیوانی تھی۔ دیوانی نہ ہوتی
تو آنکھیں ہو کر تاریکی پر روشنی کا دھوکا نہ کھاتی۔ اپنی قسمت اور اپنا ہاتھ
ایک بدترین آدمی کے ہاتھ میں دے کر خود کو اور اپنی پسند کو ذلیل نہ بناتی۔
آہ تحسین اُسے کس نے رائے دی تھی کہ مجھے قبول کرے۔ اُس نے کیا دیکھا
جو مجھ سے شادی کی تھی۔

بھرے پڑے تھے جہاں بھر کے عیب سینے میں
ہزاروں داغ تھے اس دل کے آبگینے میں
شراب خوار جواری ذلیل آوارہ
بتاؤ کون سی خوبی تھی مجھ کمینے میں

تحسین۔ مانا وہ قسمت آپ کو پسند کرنا ہی اسکے عقلمند ہونے کا ثبوت

اُس نے خود کو آپ کی غلامی میں ہمیشہ کیلئے اسواسطے دے دیا کہ آپ
کے دل میں محبت آنکھوں میں مروت۔ ہاتھوں میں سخاوت۔ پیشانی میں
شرافت۔ قول میں صداقت۔ غرض وہ تمام خوبیاں۔ جن سے گوشت
اور پوست کا مجموعہ شریف انسان کہلاتا ہے۔ پورے جلال و جمال کے
ساتھ موجود تھیں۔

افضل۔ مجھے بھی خیال آتا ہے کہ شاید پہلے تھیں مگر اب ......

تحسین۔ اب بھی ہیں مگر آپ نے ان سے کام لینا چھوڑ دیا ہے ؎

خار و خس پردا بنے گلہائے خوشبودار کے
زنگ آجانے سے جوہر دب گئے تلوار کے

افضل۔ آدھے شرابی اور آدھے پاگل کے سوا میں اب کچھ نہیں ہوں۔ اسلئے
شرابی اور پاگل کے ساتھ اپنا وقت ضائع نہ کرو ؎

چھوڑ دو یہ مغز پاشی لا اصل سمجھ کے مجھکو
دفتر لپیٹو فرد مہمل سمجھ کے مجھکو

حل ہی نہیں ہے جسکا وہ نکتہ ادق ہوں
میں اپنی زندگی کا بھولا ہوا سبق ہوں

رشیدہ۔ رحم رحم مرے سرتاج رحم ؎

ڈھونڈتے ہیں اب مداوا سوزشِ غم کیلئے
کر رہے ہیں زخم دل فریاد مرہم کے لئے

ہو چکی مشق ستم کم بخت پورا ہو چکا
بس نہ ٹھکراؤ کہ دل کا کام پورا ہو چکا

افضل۔ رشیدہ تم۔ اور یہاں کیوں آئیں۔

رشیدہ۔ لاچاری۔

افضل۔ کون لایا؟

رشیدہ۔ دل کی بیقراری۔

افضل۔ کیا تمہیں بھی یہاں کوئی داؤں لگانا تھا۔

رشیدہ۔ مجھے اپنی زندگی کے سہارے کو جیت کرلے جانا تھا۔

کوئی آتا ہے زیب کر کوئی لعل و گہر لیکر
میں آئی ہوں یہاں جانِ حزیں اور چشم تر لیکر
کہاں تک جیتی جائیگی قسمت خستہ تیاگوں سے
جو کھیلوں گی اسکے ساتھ آج آنسو کے اگوں سے

افضل۔ رشیدہ جس طرح شیطان جنت میں داخل ہونے کی جرأت نہیں رکھتا اسی طرح میں بھی اس گھر کو جسے تیری عصمت اور نیکی نے مقدس بنا دیا ہے اپنی نجس ہستی سے ناپاک نہیں کر سکتا۔

فغاں کا شور پیدا ہے شکستہ استخوانوں سے
بگاڑ رکھا ہے بربادی نے مجھکو دونوں شانوں سے
نکلنے کا کوئی رستہ نہیں ہوں غم کے گھیرے میں
پڑا رہنے دے مجھ بدبخت کو تیرے اندھیرے میں

رشیدہ۔ میرے پیارے۔ تمہاری اشکوں اور ندامت سے بھری ہوئی تقریر مجھے امید دلاتی ہے۔ کہ تم نے اپنی غلطی جان لی ہے۔ اسلئے مجھے اپنی اور تمہاری آئندہ بہتری کیلئے ہر طرح کا اطمینان ہے۔ چلو گھر چلو۔ جب مرض کی تشخیص ہو گئی۔ تو علاج بالکل آسان ہے۔

ذرہ ذرہ بوئے الفت سے فتن بن جائیگا
مل کے جب بیٹھیں گے پھولوں کا چمن بن جائیگا
گھر نکھر جائیگا شکلیں سب ہری ہو جائینگی
خشک کلیاں چار چھینٹوں میں ہری ہو جائینگی

افضل۔ رشیدہ۔ انسان کے جسم کا کوئی حصہ جب سڑ جاتا ہے۔ تو اسے کاٹ کر پھینک

افضل۔ کان نہیں۔
رشیدہ۔ کچھ دیکھو۔
افضل۔ آنکھیں نہیں۔
تحسین۔ سوچیے۔
افضل۔ دماغ نہیں۔
رشیدہ۔ غور کرو۔
افضل۔ وقت نہیں۔
تحسین۔ خدا کے لئے ہم پر ترس کھاؤ۔
افضل۔ شیطانوں۔ چلے جاؤ۔ ورنہ میں پاگل ہو جاؤنگا۔ جب تک اس سنہری جوتے نے قسمت کا سر کچل کر جو کچھ اس نے مجھ سے اب تک چھینا ہے۔ واپس نہ لونگا کبھی گھر نہ آؤنگا۔

شیخو۔ افسوس ایک قدم اس سے زیادہ اس غریب رنج کیلئے
جاتا ہے یہ آپ اپنی اجل کے پیچھے
پس جائیگا اس طرز عمل کے نیچے
چنگاڑی کے پڑنے کی فقط اب ہے دیر
بارود تو بچھ چکی محل کے نیچے

رشیدہ۔ تحسین اب ہم کیا کریں؟
تحسین۔ صبر اور دعا۔
رشیدہ۔ صبح تھی کل جن سے اب وہ سر پٹکتا پھیں
وقت اور تقدیر دونوں درپئے آزار ہیں
رحم کر تا بیکسوں پر اے خدا تو کیتی ہیں
اب تو رونے کیلئے آنکھیں نہیں آنسو بھی نہیں
(رمنیر کا آنا)

منیر۔ رشیدہ میں نے آڑ میں کھڑے ہو کر تمہاری اور افضل کی گفتگو کا ایک ایک حرف سنا۔ اور ہر حرف پر اس کے لئے میری زبان سے افسوس اور تمہارے لئے آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے۔

رشیدہ۔ بھائی منیر معاف کرنا۔ افضل سے حکم کے بغیر میں تمہاری ہمدردی کا شکریہ ادا کرنے کے سوا اور کوئی گفتگو نہیں کر سکتی۔

منیر۔ آہ۔ پیاری بہن! تو اس نا قدر شناس آدمی سے کتنا ڈرتی ہے۔ وہ افضل جو شادی سے پہلے تجھ پر جان چھڑکتا تھا۔ اور اب پرواہ بھی نہیں کرتا۔ اس کا کس قدر خوف کرتی ہے۔ افسوس کیسی نیک بی بی اور کیسا برا خاوند۔ سچ ہے کہ آدمی بے مقدر کے ہاتھ میں ہیرا تھی اور بن گئی پتھر کے ہاتھ میں۔

رشیدہ۔ منیر بس میرے کانوں کو گنہگار نہ کرو۔ میں ایسا کوئی لفظ جس میں افضل کی ہتک ہو کبھی نہیں سن سکتی۔

ہمارے درد کا درماں ہمارے دکھ کا چارہ ہے
بھلا ہے تو ہمارا ہے برا ہے تو ہمارا ہے

منیر۔ رشیدہ میرے یہ الفاظ جو ہمدردی کے جوش میں میری زبان سے نکل گئے اگر تمہارے رنج کا باعث ہوئے ہیں۔ تو میں معافی مانگتا ہوں۔ اور دلی افسوس کے ساتھ انہیں واپس لیتا ہوں۔

رشیدہ۔ میں اپنے عالی حوصلہ بھائی کی اس شریفانہ معذرت کا شکریہ ادا کرتی ہے۔

(افضل آتا ہے)

افضل۔ یہ کیا منیر اور رشیدہ میرا چچا زاد رقیب اور میری بیوی۔ خوب خوب مجنوں لیلیٰ کے سامنے شرح ملال کر رہا ہے۔ فرہاد شیریں کے آگے عرض حال کرتا ہے۔

منیر۔ بھائی افضل مجھے معاف کرنا کہ تمہاری غیر حاضری میں۔

افضل - معاف میرے دوست معافی مانگنے کی کیا ضرورت ہے - اظہار ندامت بیکار ہے - تم جیسے شریفوں کو ہر ایک عورت کے بہکانے پھسلانے کا اختیار ہے جو کچھ ہو رہا ہے ہونے دو -

رشیدہ - منیر کے مزاج پر کیا کہتے ہو - منیر تو مجھ سے اس طرح باتیں کر رہا تھا جس طرح ایک بھائی اپنی بہن سے گفتگو کرتا ہے -

افضل - میں تمہارے بھائی کو تم سے زیادہ جانتا ہوں - آج سے نہیں - مدتوں سے پہچانتا ہوں -

منیر - افضل پہلے بات کو تولو - پھر بولو - تم اپنے منہ کے لفظوں سے میری شرافت پر حملہ کرتے ہو -

افضل - شرافت - تیرے جیسے پاجی اور ان میں شرافت؟ ایک وقت وہ تھا - جب تو میں اور شوکت تین شخص اسکی پسند کو جیتنے اور مول لینے کی کوشش کر رہے تھے جس میں میں نے فتح پائی - اور تم دونوں نے شکست کھائی - اب اس شکست کا بدلہ اس طرح لینا چاہتا ہے کہ میری غیر حاضری میں میری بیوی کو میری طرف سے بہکاتا ہے -

تحسین - حضور ان نہایت ہی مختصر گفتگو کا ایک ایک حرف میں نے سنا ہے اگر آپ کو میری سچائی اور نیک چال چلن پر اعتماد ہے - تو یقین کیجئے کہ آپ کی بدگمانی بالکل بے بنیاد ہے -

افضل - مجھے اپنے مقدمے میں تیری گواہی کی کوئی ضرورت نہیں ہے -

منیر - افضل شراب نے آدھا پاگل تو پہلے ہی کر دیا - اب کیا اس احمقانہ حرکت سے ذرا اپنے آپ کو پورا پاگل کرنا چاہتا ہے -

افضل - بس حرامزادے کمینے بغیر ایک لفظ بولے ہوئے یہاں سے چلا جا -

منیر - خیر کیا ہوگا -

افضل - اس کا جواب میری لاتیں دیں گی -

بنے۔ مگر بندہ تو شکر کے ساتھ ثواب کمانے کو تیار ہے۔

شوکت۔ تو شروع کرو ساتھ نام اللہ کے۔ یہاں کس کافر کو اس کا انکار ہے

انور۔ مگر بنو تجوری کھولنے کا اوزار۔

بنو۔ ایک چھوڑ ہزار۔

شوکت۔ کیا کنجیوں کا گچھا۔ واہ دوست تو تو ہر وقت ایک سو بہتر قسم کے ہتھیار سے مسلح رہتا ہے۔

بنو۔ اسی لیے تو جہاں جاتے ہیں فتح پاتے ہیں۔ ہا ہا ہا دس بارہ ہزار سے کم کے نوٹ نہ ہوں گے۔

شوکت۔ سیٹھو سیٹھو۔ اس نے ہمارے لیے تو جمع کر رکھے ہیں۔

انور۔ اب کیا ہے۔ سمجھو راجہ بل کی ہنڈیوں تک پاؤں پہنچ چکے ہیں۔

شوکت۔ جلدی جلدی ہوشیار۔ منیر آ پہنچا۔

بنو۔ اپنی اپنی جگہ سنبھالو۔ بوتل اور گلاس اٹھالو۔

شوکت۔ میں اپنے دوست منیر کی سلامتی کا جام تجویز کرتا ہوں۔

انور۔ خدا ہمارے دوست کو سلامت رکھے۔

بنو۔ تھری چیئرز فار مسٹر منیر۔ ہپ ہپ ہرے۔

سب۔ ہپ ہپ ہرے ہپ ہپ ہرے ہپ ہپ ہرے۔

بنو۔ واہ یار منیر خوب انتظار کرایا۔ آخر تم نے ہمیں پارٹی دی یا نہ یار۔

منیر۔ دوستو! مجھے معاف کرنا سخت شرمندہ ہوں کہ تمہیں میرے انتظار میں اپنا وقت ضائع کرنا پڑا۔

شوکت۔ خیر باشد۔ اس قدر پسینے میں تر بتر ہانپتے کانپتے کہاں سے آئے ہو؟ بھئی انور منیر کیلئے ایک گلاس تو بھرو۔

منیر۔ آج مدتوں کے بعد اتفاقیہ ایک پرانے دوست سے ملاقات ہوئی۔ گفتگو میں مشغول تھا۔ ابھی ختم نہ ہوئی تھی کہ دیکھا کہ افضل بھی وہاں آ گیا۔ اور نشے کی حالت میں [illegible]

اسی طرح جب تک مرد اور عورت کا مزاج مذاق طبیعت عادت یکساں
اور یکرنگ واقع نہ ہو تب تک دونوں میں سے ایک کو بھی شادی کے
بعد امن و خوشی کی زندگی میسر نہیں ہو سکتی۔

شوکت – پروفیسر صاحب نے تو لکچر شروع کر دیا۔

بشیر – اگر یہ درست ہے کہ شادی کی خوشی کو سمجھا اسکو تم کو مجھکو عقل کی کسوٹی پر جانچا
دوراندیشی کی نظر سے پرکھا اور آخر میں ہم تینوں میں سے جو سب سے
بہتر معلوم ہوا اسے اپنی زندگی کا رفیق بنانے کے لئے پسند کر لیا تو
اسکے اس انتخاب پر ناراضی ظاہر کرنے کا ہمیں کیا اختیار باقی ہے
عورت ہو یا مرد ہر شخص اپنی مرضی کا مختار ہے۔

شوکت – میں شادی بیاہ کی فلاسفی میں تم سے زیادہ جانتا ہوں مگر یہ سن لو
اور دل پر لکھ رکھو کہ جسطرح رشیدہ نے اپنی مرضی کے خلاف نہیں کیا اسی
طرح میں بھی ہرگز اپنے ارادے کے خلاف نہ کرونگا اس دنیا اور اس
زندگی میں اسکی عہد شکنی کا گناہ کبھی معاف نہ کرونگا۔

بشیر – شوکت اس غریب نے شادی کی بیوی بنی صاحب اولاد ہوئی اب جسکے
چہرے کیطرف ہوس آلود نگاہوں سے دیکھنا شوہر کی بغل سے کھینچکر
بے آبرو ہوکے گڑھے میں گرانے کی کوشش کرنا دنیا میں سب سے زیادہ
ذلیل کام ہے پہلے وہ قابل محبت تھی تو اب لائق احترام ہے۔

شوکت – بس بس اسکے شوہر کی غیر موجودگی میں روز اسکے پاس جانا بیٹھنا
جیسا کھانا پینا ہنسنا بولنا اٹھنا اور کوئی دوسرا اسکی نسبت زبان
ہلائے تو بگلا بھگت بن کر لکچر سنانا۔

بشیر – جا کہیں جا یہ باتیں کسی اور کو سنانا۔

شوکت – افضل نے شادی ہونے سے پیشتر بیشک رشیدہ کو میں ایک عاشق کی
نظر سے دیکھتا تھا مگر شادی کے بعد اسکو بہن سمجھتا ہوں۔

شبو۔ ہاں ہاں سمجھتے ہو گے چچے کو بھائی اور چچی کو بہن کہنا یہ تو آجکل کے فیشن میں داخل ہو گیا ہے۔

منیر۔ تم میرے دوست ہو اور بشاشت یہاں تک میرے مالک بنے ہوئے ہو اس لئے اس سے زیادہ میں اور کچھ نہیں کہہ سکتا کہ آئندہ ہماری گفتگو میں رشیدہ کے متعلق کوئی حرف بھی نہ آنے پائے۔

شبو۔ اور اگر اس تنبیہ پر بھی کسی نے ذرا شوخی کی؟

منیر۔ تو میں سمجھوں گا یہی وقت ہے کہ مجھے مجبور ہونا ہوگا کہ اپنا بوریا اٹھاؤ اور اسی وقت میرے مکان سے باہر نکل جاؤ۔

شبو۔ تم ایسا کہنے کی کبھی جرات نہیں کر سکتے۔

منیر۔ کیوں؟

شبو۔ کیونکہ یہ ایک شریف آدمی کی کھلی ہوئی توہین ہے۔

منیر۔ مگر میں اس شریف کو جو کسی بہو بیٹی کی عزت نہیں کرتا سب سے بڑا پاپی سمجھتا ہوں۔

شبو۔ منیر ہوش میں ہو یا نہیں۔ تو کس کو پاپی بنا رہا ہے۔

منیر۔ اس کو جو ایک شریف عورت پر بلا سبب الزام لگا رہا ہے اور اپنے منہ سے گندے لفظوں اور گندی سانسوں سے اس گھر کی ہوا میں بدبو پھیلا رہا ہے۔

شبو۔ بس چپ ورنہ اس زبان درازی کا جواب دست درازی سے دیا جاویگا

منیر۔ تو دیکھا۔

شبو۔ ہاں ہاں میں۔

منیر۔ نکل یہاں سے نابکار۔

شبو۔ خبردار۔

(پستول کا چلانا)

کرو جوان نہ ملے تو بڑھیا سے کرو گوری نہ ملے تو کالی سے کرو کڑک
نہ ملے تو پھوہڑ والی سے کرو مگر شادی کرو۔ پوچھو کس لئے اس لئے
کہ پکی پکائی کھانے کو ملے گی گھر گرہستوں میں عزت ہو گی باپ
دادا کا نام چلے گا۔ دنیا کی آبادی جو پلیگ سے دن بدن کم ہوتی جاتی
ہے اس کو بڑھانے کا ثواب پاؤ گے۔ اور بڑی بات یہ کہ آج ایک
ہے شادی کے بعد دو اور شادی کے ایک سال بعد تین دو سال بعد چار پھر پانچ
پھر چھ پھر سات غرض یونہی اکائی پر صفر بڑھتے گئے تو دو دہاکے میں ستا
ستر ہ اٹھارہ سے ستر ہو جاؤ گے لوگ دعا کرتے ہیں کہ الٰہی بچو کا اٹھا ہو
مگر بچوں کا سلسلہ جاری ہو مگر میں یہ دعا کرتا ہوں کہ خداوند کنوارا ہی رکھیو مگر کنوارا
نہ ہو۔ یہ ہوا کہ اکثر لوگ کہتے ہیں کہ مزا چکھو نگا تم بڑے بدنصیب آدمی ہو
میں نہیں جیسا اتفاقاً کسوٹی پر انکی بات کو کھینچ کر دیکھا تو سوچ کا
سونا نکلی کیونکہ میری بدنصیبی کا پہلا ثبوت یہ ہے کہ ابھی میرے پیدا ہونے
کی تیاری ہی ہو رہی تھی کہ ہندوستان میں غدر ہو گیا ماں کے پیٹ
میں پڑا تھا کہ ابا جان مسجد سے جوتا چرانے کے جرم میں چھ مہینے
کے لئے جیل میں وظیفہ پڑھنے کو بھیج دیے گئے دنیا میں نازل ہوا تو
پیچش ہیضہ ملیریا پلیگ اور بارہ وار سے قحط بیماری آمد آمد کا نقارہ بجانے کیلئے
آ موجود ہوئے جیسے جیسے بڑھنے لگا تو خاندان کے ممبروں کی تعداد گھٹنے لگی
اسکول میں داخل ہوا تو میری برکت سے پہلے ہی سال سو میں سے ننانوے
لڑکے فیل ہو گئے مگر پاس ہو گیا وکالت پاس کی اور کورٹ میں داخل ہوا تو اس
روز سے کچہری کے بڑے لوگوں کے مقدمے پنچایت میں طے ہونے لگے
اور مہینے میں دس بیس روپیہ جو مشکل سے بچ بچا کر بطور فیس مل جاتے تھے
وہ بھی چھوٹ گئے غرضیکہ اسطرح پولیس کے رجسٹر میں نمبر دس
کے بدمعاش ہوتے ہیں اسطرح قسمت کے رجسٹر میں میرا نام نمبر دس

کے بدنصیبوں میں لکھا ہوا ہے لیکن ایک بات میں مجھے خدائی گورنمنٹ کے
شکریہ کا ریزولیوشن ضرور پاس کرنا چاہئے وہ یہ کہ عورتوں کے معاملے
میں میرا نصیب رستم کی طاقت قارون کی دولت سکندر کی سلطنت لقمان
کی حکمت شیطان کی شہرت سے بھی پانچ جوتے آگے بڑھ گیا پیدا ہوا
تو عورت سے دودھ پیا تو عورت کا گود میں پلا تو عورت کی ماں پائی تو
عورت جورو ملی تو عورت غرض کہ ہندوستان میں رہو یا ترکستان میں
چین مقیم ہوتا یا جاپان میں لیکن زندگی گذری اور گذرے گی تو عورتوں
کے پرستان میں اور مر کر دفن بھی ہوں گا تو عورتوں کے قبرستان میں
رشک کرو یارو میری قسمت پر رشک کرو واہ واہ کیا جورو ملی ہے تھوک کے
بھرے اگالدان کی طرح سرخ سفید پاندان کی طرح بھاری بھرکم پورٹ
وائن کی بوتل کی طرح خوشرنگ کباب کی طرح چٹپٹی پاپڑ کی طرح نازک
دال کی طرح پتلی پوری کی طرح کرارے جب گلے لگا کر ہمدردی ظاہر کرتی ہے
تو بہن کا مزا ملتا ہے جب گود میں بیٹھ کر میری داڑھی [illegible] کھینچتی ہے
تو بیٹی کا لطف آتا ہے جب تھپک تھپک کر سلاتی ہے تو ماں کی محبت کا
ذائقہ حاصل ہوتا ہے اور جب کبھی ہنسی ہنسی میں میرے [illegible]
کی چپاتیوں سے تواضع کرتی ہے تو دادی جان کی شفقت یاد آتی ہے غرضیکہ
کیا ہے خاندان بھر کا مجموعہ ہے مجھے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ بیوی سے نہیں
بلکہ میں نے اپنے خاندان بھر سے شادی کر لی البتہ کوئی شکایت ہے تو
صرف اتنی کہ سمجھ الٹی اور مزاج بالکل سڑا ہوا پایا ہے میں جب [illegible] کو
کہتا ہوں تو وہ [illegible] سمجھ جاتی ہے میں [illegible] ہوں تو وہ [illegible]
میں [illegible] پیتا ہوں وہ اپنی [illegible] سمجھتی ہے [illegible]
پیالوں کی کھچڑی الگ پکاتی ہے اور ذرا میں [illegible] کرنا چاہتا ہوں تو جوش
کھاتی ہوئی ہانڈی کی طرح ابل کے منہ پر آ جاتی ہے [illegible] مضمون [illegible] ہے

ایک توے کی روٹی دونوں کیا چھوٹی کیا موٹی۔

مرزا۔ تیرا میرا جوڑا جیسے دھوتی اور لنگوٹی۔

زلفن۔ توں جگنو میں بیر بہوٹی۔

مرزا۔ ارے چھی۔ چھپی۔ الم۔ غلم۔ بلم۔ چو دم اڑنے کو تیار۔

زلفن۔ گھاگرا پلٹن کی پیچھے اور تم صوبیدار۔

مرزا۔ بی بی بلی ہے مجھے کیسی چھٹائے دار۔

(زو کیل کا جانا)

پیوی۔ ۱-۲-۳-۴-۵-۶-۷-۸-۹-۱۰-۱۱-۱۲-۱۳-۱۴-۱۵-۱۶-۱۷

۱۸ اررر کم بخت گھڑی کو کیا ہوا بجتی ہی جاتی ہے۔

زٹیک۔ ہات تیرے کی سچ کہا ہے کہ جیسا دیو ویسی پوجا

لاتوں کا بھوت کہیں باتوں سے مانتا ہے ٹک ٹک ٹک ٹک

کئے جا رہی تھی۔

زلفن۔ ارے زٹیک او موئے زٹیک

زٹیک۔ ٹک ٹک ٹک ٹک ٹک ٹک۔

زلفن۔ ارے او ٹک ٹک کے بچے ادھر دیکھ۔

زٹیک۔ سنو بیگم صاحبہ ہٹ جائیے مجھ سے دور رہئے ورنہ چوٹ کر بیٹھونگا

مجھے اسوقت ہر طرف خون ہی خون نظر آتا ہے میرا ہاتھ ڈنڈے

پر تھرتھراتا ہے۔

زلفن۔ تو کیا ڈنڈے سے اپنا سر پھوڑیگا۔

زٹیک۔ اپنا سر پھوڑنے کی ضرورت کیا اوروں کے سر توڑ دونگا۔

زلفن۔ مگر منشی جی سمجھے کس طرح اسوقت بوکھلایا ہوا کیوں ہے۔ ہوا کیا۔

زٹیک۔ ہوا کیا جب تڑ سے ڈنڈا چلایا تب مزاج ٹھکانے پر آیا۔

زلفن۔ ارے موئے جانگلو کسکو ڈنڈا چلایا کس کا مزاج ٹھکانے پر آیا۔

زٹھک – اسی بدتمیز اور بیہودہ گھڑی کا جو دیوان خانہ میں شیشے کے کپاٹ میں رکھی ہوئی ہے۔

زلفن – وہی بڑی گھڑی جو ابھی ایک ہفتہ ہوا ڈیڑھ سو روپے کو خریدی تھی

زٹھک – آپ نے ڈیڑھ سو روپے اسکی قیمت لگائی جب ہی تو اسکا مزاج بگڑ گیا تھا اگر سمجھتے کہ ڈیڑھ سو روپے والی کو پانچ روپے کی نوکر کا حکم ماننے کی کیا ضرورت ہے۔

زلفن – مگر تو نے کیا کیا۔ (روتے ہوئے)

زٹھک – سننے میں آپکا حکم سنانے کے بعد ذرا فکر سے دور کرنے کیلئے ~~جیسا کہ اسکی کرسی کے پاس آپکی کتیا لیٹی رہتی ہے دیوان خانے میں~~ لڑھک گیا اب گھڑی نے جو دیکھا کہ میں آرام سے لیٹا ہوں تو جل گئی اور میری نیند خراب کرنے کے لئے ٹک ٹک کرنے لگی میں نے کہا بیبی ذرا چپ بیٹھ میں سو کر اٹھوں پھر جی بھر کے گھٹ گھٹ کر لینا مگر اس نے داد بھی نہ دی پھر کہا کہ ہاں ہاں جا اس پر بھی وہ اپنا چرخہ چلاتی رہی آخر اکھڑ کر ہاتھ جوڑے پھر بھی بے وقت کی شہنائی بجاتی رہی آخر پاؤں پڑا ناک رگڑی اسکے خوش کرنے کے لئے ٹھرک ٹھرک کرتا چاگا یا بچاؤ بنایا اتنی خوشامد پر بھی جب اسکی سمجھ میں نہ آیا پھر تو میرا احترام منہ ادھر پھر کر ادھر آ گیا اور وہ تان کر ڈنڈا رسید کیا کہ کم بخت کا بھیجہ بہہ گیا۔

زلفن – ارررر کیا تو نے اسے ڈنڈا رسید کیا۔

زٹھک – جی ہاں ڈنڈا اگر ڈنڈے سے بھی کام نہ چلتا تو پھر جوتوں سے خبر لیتا۔

زلفن – ارے وحشی جب تو وہ چورہ چورہ ہو گئی ہوگی۔

زٹھک – جی ہاں مگر کم بخت کی بے شرمی دیکھئے کہ ڈنڈا کھا کر چپ ہونے کے بدلے اور زیادہ گھٹ گھٹ کرنے لگی۔

زلفن – ارے موئے کیا گھڑی کے بھی کان ہوتے جو تیری آواز سنتی اور

چپ ہو جاتی۔

زیرک۔ کان نہیں ہوتے تو آپ چائی ڈال کر دودھ ہوتا کرتی ہیں

زلفن۔ خدا تیرا بیڑا غرق کرے موئے تو نے میرے ڈیڑھ سو روپیہ کی چھنگلی گھڑی کا ستیاناس کر دیا۔

زیرک۔ بیگم صاحبہ آپ گھبرائیے نہیں گھڑی کا نقصان نہیں ہوا صرف کمانی ٹوٹ گئی چکر بگڑ گیا۔ اور شیشہ چور ہو گیا اور اس کے اندر کا پنڈولم جو ہاتھی کی سونڈ کیطرح ہر وقت ہلا کرتا تھا کٹ سے الگ ہو گیا باقی اور سب طرح خیریت ہے۔

زلفن۔ سنو موئے نے گھڑی کے انجر پنجر ڈھیلے کر دیئے اور پھر کہتا ہے کہ سب طرح خیریت ہے نکل یہاں سے الو کہیں کا ہمارے میاں کہہ ہی دیتے ہیں ویسا ہی نوکر بھی اپنے جیسا گدھا ڈھونڈ کر رکھا ہے موا سڑی دیوانہ نہ بات کرنے کا ہوش نہ کام کرنیکا ڈھنگ زمین کی پوچھوں تو آسمان کی بتاتا آم منگاؤ تو املی لاتا دن بھر اپنی بیوقوفیوں سے پریشان کرتا ہے آئے دن ایک نہ ایک چیز کا نقصان کرتا ہے

زیرک۔ ہائے ہائے اس شہر میں کوئی عقلمند اور لائق آدمی کا قدردان نہیں ہے میں اچھا کرتا ہوں تو برا بناتے ہیں نیکی کرتا ہوں تو بدی پیش آتے ہیں شیش محل والے نواب چھجو کے ہاں نوکر تھا تو وہاں اس سے بڑھکر ناقدری ہوئی ایک روز نواب صاحب نے آواز دی کہ اے او انشا [illegible] تو میں نے کہا کہ جی جناب اور انہوں نے کہا یہاں آؤ میں نے کہا کہ حاضر ہوں فرماؤ انہوں نے کہا کہ میں سوتا ہوں تم رومال سے مکھیاں اڑاؤ میں نے کہا بہت خوب بے فکر ہو کر سو جاؤ انہوں نے خراٹے لینا اور میں نے پنکھا جھلنا شروع کر دیا اتنے میں چار پانچ مکھیاں کہیں سے بھنبھناتی ہوئی آئیں اور نواب صاحب کی ناک پر بیٹھ گئیں میں نے

بے ادبی دیکھکر انکو حکم دیا کہ چلی جاؤ نہیں کہیں میں نے ڈانٹا کہ اٹھ جاؤ
نہیں اٹھیں آخر میں نے ذرا دھمکا کر بھگایا لیکن خدا جانے
کہ نواب صاحب کی ناک میں کونسی مٹھاس یا نجاست لگی ہوئی تھی کہ
وہ پھر پیاسے آئیں پھر اڑا دیا پھر آئیں آخر میں نے کہا کہ دیکھو میں
تین دفعہ معاف کر چکا ہوں اب جو چوتھی مرتبہ آؤ گی تو ضرور سزا پاؤ گی
مار کھاؤ گی۔ اس پر بھی جب انہوں نے ناک کا پیچھا نہیں چھوڑا تو مجھے
غصہ آیا اور جیسے ہی نواب صاحب کی ناک پر دوبارہ آکر بیٹھیں میں
نے زن سے سونٹا چلایا مگر شومئی قسمت تو دیکھو کہ نواب صاحب اور میری
ناک کھکر چلائے اور شاباشی دینے کے بدلے الٹا مجھے لاتیں مار کر
دروازے کے باہر نکال دیا اب یارو اگر دنیا میں انصاف ہے تو
بتاؤ کہ اس میں میرا کیا قصور تھا تم یہ کہوگے کہ نواب صاحب کی ناک
ٹوٹی میں کہونگا کہ ہاں ٹوٹی مگر مکھیوں کی مصیبت سے تو جان چھوٹی

باب پہلا پردہ پانچواں مکان منیر

(افضل کا ہوش میں آنا منیر کی لاش دیکھنا)

افضل ۔ میں کہاں ہوں۔ اُف میرے دماغ میں چکر آتے ہیں میری آنکھیں جھپکتی ہیں
کیا یہ خواب ہے یا عالم بیداری (اٹھکر) ہیں یہ کہاں منیر کے مکان میں
میں یہاں کیسے آیا مجھے کون لایا (سوچکر) ہاں یاد آیا وہ دوبارہ
میرے مکان میں آیا میں اسکے پیچھے پستول لیکر دوڑا وہ بھاگا میں
اسکے پیچھے بھاگا۔ وہ اپنے مکان میں چلا آیا میں بھی اسکے پیچھے داخل ہوا
وہ مجھ سے لپٹ پڑا ہم دونوں آپس میں گتھ گئے پھر کیا ہوا سمجھ میں نہیں
آتا (منیر کی لاش دیکھکر) اوہ کون سوتا ہے منیر بیچارا اسکی یہ کوشش
(چونکہ) اے منیر اٹھو اور جواب دو کہ تو میرے مکان میں کیوں خون کیا

میں یہ خون کیا (خوف زیادہ کر) اف کیا یہ میرے پستول کا نشانہ ہو گیا
کیا میں نے اسکو مار ڈالا یہ مر گیا (سوچکر) نہیں نہیں یہ زندہ ہے یہ اٹھیگا
اور زندہ آدمی کیطرح سانس لے گا اور دنیا کی کشمکش میں دوبارہ حصہ
لیگا (لاش کو چھوڑ کر) فیضو اٹھو سنتا ہے (جواب نہ پاکر) فیضو میں تجھے کہتا ہوں
اٹھو اور جواب دے (خوف زدہ ہو کر) ذرا حس نہیں مطلق حرکت نہیں اے
خدا یہ تو مر گیا بالکل ٹھنڈا ہو گیا (پستول دیکھکر) خالی ہے بس ضرور میں نے
اسکو مار دیا یہ میری گولی کا نشانہ ہوا (خون کے داغ دیکھکر) یہ کیا خون
اف میرا سر چکراتا ہے میری آنکھوں کے نیچے اندھیرا چھا آتا ہے (سوچکر) ہاں
جیسے ہی میں مکان کے دروازے میں داخل ہوا یہ مجھے لپٹ پڑا ہم دونو
لڑنے لگے پھر کیا ہوا بس میں نے اسکو مار دیا یہ مردہ ہو کر اس خونفشاں
لیٹا ہے کون دیکھ سکتا (گر کر بیہوش ہو گیا) اف افضل نہیں نہیں ارذل یہ تو
نے کیا کیا دنیا کے بدترین شرابی جواری یہ تو نے کیا کیا (کچھ سوچکر) اب
مجھے کیا کرنا چاہیے تھوڑی دیر میں پولیس میری گرفتاری کا وارنٹ اور ہتھکڑی
لیکر آئیگی اور مجھے اس خون کے بدلے پھانسی پر چڑھا دے گی (سوچکر)
پھر اب میں کیا کروں ہاں جسقدر جلدی ہو سکے یہاں سے بھاگ جاؤں
خود کو بچاؤں ہاں بس یہی ٹھیک ہے افضل نہیں نہیں ارذل بھاگ
سر پر پاؤں رکھکر بھاگ (فیضو کی لاش کو دیکھکر) اف تو مجھے کیوں گھورتا ہے
اپنی خوفناک آنکھیں بند کر اور تو نہیں سنتا (تو نہیں اپنی آنکھیں بند کرتا
میں خوف کے مارے مر جاؤنگا او افضل بھاگ سر پر پاؤں رکھکر بھاگ
ورنہ کوئی دم میں پولیس تیری گرفتاری کو آیا چاہتی ہے۔ (بھاگ جانا)

باب پہلا پردہ چھٹا افضل کا گھر

سین ۔ در بیدر کوچہ بکوچہ جا بجا ہم پھری

تحسین۔ حضور دل گھبرائے بیٹھا جاتا ہے اطمینان اور سہولت کے
ساتھ رات کی ناشدنی واقعات کی یاد فرمائیے۔

سوچا راستے سے تاریکی ہٹانا ہی ہوگا تاکہ روشنی میں سب کچھ آ جائیگا

افضل۔ میں پستول کو ہاتھ میں لئے ہوئے جیسے ہی جگہ جگہ تلاش کرتا ہوا اسکے
مکان میں داخل ہوا وہ مجھے دیکھتے ہی اپنے بچاؤ کے لئے مجھ سے لپٹ پڑا
ہم دونوں آپس میں گتھم گتھا ایک دوسرے پر غالب آنے کی کوشش کرنے لگے
یکایک کسی ناگہانی صدمے سے میری آنکھوں کے نیچے اندھیرا چھا گیا
میں لڑکھڑایا اور چکر کھا کر منہ کے بل زمیں پر گر گیا جب ہوش میں آیا تو
میں اپنے حریف کو اپنے سامنے مردہ پایا اور جو کچھ دیکھو وہی مجھے
گھور رہا ہے پناہ دو مجھے پناہ دو مگر نہیں مجھ جیسے قاتل سرکش
خدا اور قانون کے باغی کے لئے کہیں پناہ نہیں ہے
پناہ۔

کر کے بیٹھا جرم نفرت آفریں تجھکو
نظر آتی نہیں اب چین کی صورت کہیں تجھکو
ہوئے دنیا و دیں تاریک تیرے دونوں جہاں دوزخ
ادھر پھانسی ادھر لعنت یہاں تو اور وہاں دوزخ

رشیدہ۔ یہ الفاظ مجھے دیوانہ کر دیں گے میرے پیارے اتنے مایوس نہ ہو
بولو بولو میں تمہارے بچاؤ کے لئے کیا کر سکتی ہوں۔

افضل۔ افسوس کے سوا اور کچھ نہیں تھوڑی دیر میں صبح ہوگی پولیس ہتھکڑی اور وارنٹ
لیکر میرے لئے آتی ہوگی تھوڑی دیر کے بعد پولیس میرا نام لیکر دروازہ کھٹکھٹاتی ہوگی

کرن سورج کی لیکر موت کا پیغام آتی ہے
سحر آتی نہیں یہ زندگی کی شام آتی ہے

رشیدہ۔ اگر ایسا ہے تو موجودہ وقت اور قسمت کی دی ہوئی مہلت سے
فائدہ اٹھاؤ مجھ نصیبوں جلی کو خدا کے حوالے کر کے خفیہ لباس پولیس کی نظروں

بچتے ہوئے تو اگر کسی طرف نکل جاؤں ؎

خدا کو ناخدا سمجھو چلو تنکے سہارے پر
لگا دیگا وہی طوفان میں بیڑا کنارے پر
بھروسہ گھر رکھیگی جان بھروں چشم نم اسکا
اندھیری راتیں مشعل دکھائیگا کرم اسکا

افضل مگر جاؤں تو کہاں جاؤں بد ہوا اور گناہ جہاں ہونگے ظاہر ہو جائینگے ؎

جو خزاں ہوئی وہ بہار ہوں جو اتر گیا وہ خمار ہوں
جو بگڑ گیا وہ نصیب ہوں جو اجڑ گیا وہ سنگار ہوں
میں کہاں بسوں میں کہاں رہوں نہ یہ مجھ سے خوش نہ وہ مجھ سے خوش
میں زمیں کی پیٹھ کا بوجھ ہوں میں فلک کے دل کا غبار ہوں

یہ اشعار [illegible] ایڈیشن میں بھی ہیں

تحسین میرے آقا کیا آپ اپنے بوڑھے خادم کی بھی ایک بات سنیں گے
اور سننے کے بعد وقت اور مجبوری کا لحاظ کرکے اسپر عمل کریں گے۔

رشیدہ کہو چچی تحسین کوئی ایسی بات کہو جس سے پیارے کی زندگی بچ سکے ؎

دو تسلی اور دعا سے خاطر ناکام کو
وقت ہے امداد کا گرتا ہوا گھر تھام لو

تحسین بانو تم جانتی ہو کہ میرا باپ ماں بھائی بہن بیٹا بیٹی کوئی نہیں ہے
میرا اس دنیا میں اس سوکھے ہوئے درخت کی مانند ہوں جس کے
پھول پتے زمانے کی ہوا سے جھڑ گئے ہوں اور وہ میدان میں اکیلا
کھڑا ہوا اپنے آخری دن کا انتظار کر رہا ہو۔

مشکل

رشیدہ کیا مطلب۔

تحسین میرا یہ مطلب ہے کہ میں نے دنیا کی رنج و خوشی سے اپنا پورا حصہ لیا
اب دنیا مجھ سے اور میں دنیا سے سیر ہو چکا ہوں جیتا رہا تو اس سے کوئی
نفع نہیں پہنچا سکتا اور مر گیا تو اسکا کوئی نقصان نہیں ہو سکتا۔

افضل۔ اسلئے۔

تحسین۔ کپڑے اتار دیئے لہو میں ڈوبے ہوئے ہاتھ دھو ڈالے اور پستول مجھے دیجئے جب پولس گرفتاری کی غرض سے یہاں آئیگی اسوقت میں ایک زندگی سے بیزار مجرم کی طرح قبول کروں گا کہ میں منیر کا خونی میں ہوں ۔

آؤ او رہو انتقام مجرم میری ذات سے
جو کیا میں نے کیا جو کچھ ہوا اس ہاتھ سے

رشیدہ۔ کیا ان کے گناہ کا کفارہ تم ادا کرو گے۔

افضل۔ میری جان کے لئے تم اپنی جان دو گے۔

تحسین۔ ہاں ہاں میں آپکے الزام کا تمام بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھاؤنگا آپکے گھر میں پرورش پا کر آپکا نمک کھا کر آج بھی کام نہ آیا تو اور کس روز کام آؤنگا۔

قطرہ آب کو ہم رتبہ گہر سمجھا
اپنے دکھ سکھ کا شریک اپنے برابر سمجھا
بلکہ سچ یہ ہے کہ اس سے بھی فزوں تر سمجھا
غیر تھا تم نے مگر اپنوں سے بڑھکر سمجھا
میں ہر ایک وار کو روکونگا سر اور سینے پر
تم مرو اور میں جیوں شرم ہے اس جینے پر

افضل تحسین کیا تو دیوانہ ہو گیا۔

تیری قربانی کروں اپنی میری تقدیر ہے بیگناہ کی کشمکش دوں جرم کر لیا تجھ
کیا وفادار کا دنیا میں یہی انعام ہے ایسی خودغرضی کیسے ہو جو تجھ کا کام ہے

[illegible]

اور میں ساٹھ پورے کر چکا ہوں اگر وہ چار برس اور جیا اور پھر مر گیا
تو وہ مرنا رنج و افسوس کے ساتھ ہوگا اور آج کا مرنا میرے لئے اس دنیا میں
باعث عزت اور اس جہان میں وسیلۂ نجات ہوگا ؎

اچھا اشعار

جسکی چمک ہے چند گھڑی وہ شرر ہوں میں
پامالِ سالِ نشانِ سر رہگذر ہوں میں
دھوکا ہے میری زیست فریب نظر ہوں میں
کیا غم جو بجھ گیا کہ چراغِ سحر ہوں میں
ہونا ہے جو ضرور وہ تب ابھی سہی
مرنا ہی ہے تو کل نہ سہی آج ہی سہی

افضل۔ نہیں تحسین نہیں ایک گنہگار کے لئے ایک بیگناہ سزا برداشت
کرے یہ بات نہ خدا قبول کر سکتا ہے اور نہ یہ اور نہ میں ؎

جیوں یا بھے مر جاؤں یہ بوجھ اپنا نہ بانٹونگا
میرے اعمال کے پھل ہیں جو بویا ہے سو کاٹونگا

رشیدہ۔ میرے سرتاج باتوں میں وقت ضائع ہو رہا ہے جتنا جلد ہو سکے
اس خطرناک حالت سے باہر نکل جاؤ تحسین نہ رو رونے کیلئے ساری
زندگی پڑی ہوئی ہے جاؤ بھیس بدلنے کا سامان لاؤ۔

افضل۔ آہ شرابی جواری دنیا کے بدترین آدمی یہ تو نے کیا کیا ؎

خدا نے آنکھ بھی تھی دماغ بھی بخشا تجھ کو
اندھیرا تھا تو ملے تھے چراغ بھی تجھ کو
جو بچ کے چلتا تو کیا ٹھوکروں کا رونا تھا
مگر نصیب میں تیرا اندھا ہونا تھا۔

بانو۔ امی کیا ابا جانی ابھی تک نہیں آئے وہ ایک گھر نہیں آتے ہیں اور پھر روز میری
اچھی امی کو رلاتے ہیں اچھا اب آئیں تو دیکھنا میں کیسا ان سے خفا ہوتی ہوں۔

افضل - میرا ننھا فرشتہ تو ابھی تک جاگ رہا ہے
بانو - اے ہے یہ تو یہیں ہیں ابا جانی تم گھر نہیں آتے ہو روز میری امی کو رلاتے ہو جاؤ میں اب تم سے کبھی نہ بولونگی -
افضل - میری گلاب کی پنکھڑی مجھے معاف کر تیرا نالائق باپ بیٹا نازبرداری کو کبھی تکلیف نہیں دیگا -
بانو - اے ہے تم روتے کیوں ہو میں کبھی نہ بولونگی کیا اس کہنے سے خفا ہو گئے - نہیں نہیں نہ روا با جانی میں تم سے ضرور بات کرونگی -
افضل - بنیا سہ وہ آنسو اب کہاں طوفاں دکھائے چشم زمین سے
یہ دونا سور میں بہتا ہے خوں ہوکر جگر میں سے
بانو - میرے اللہ پھر روئے جاتے ہو تحسین ابا اچھا ہوا تم آگئے دیکھو ابا رو رہے ہیں انہیں سمجھاؤ نا
ڈرلیس بدلنا
تحسین - میرے آقا جب تک خدا پردیس میں گنہ ان کا کوئی وسیلہ پیدا نہ کر دے اسوقت تک ضرورت پر خرچ کرنے کے لئے آپکے ساتھ کچھ رقم ضرور ہونی چاہیئے -
افضل - مگر غریبی اور ناداری کے سوا میرے شراب اور جوئے نے اس گھر میں اور کیا باقی رکھا ہے جسے میں اپنے ساتھ لے جاؤں -
تحسین - خداوند نعمت جس کو برسات کی آمد کا خوف ہوتا ہے وہ پہلے سے چھتری کا انتظام کرتا ہے - چونکہ میں جانتا تھا کہ جوانی کے بعد ایک روز ضعیفی آئیگی ہاتھ پاؤں کا کس اور محنت کرنے کی طاقت جواب دے جائیگی اس خیال سے میں نے بڑھاپے کی مصیبت سے بچنے کے لئے اپنی جوانی کی کمائی سے تھوڑی تھوڑی رقم بچانی شروع کر دی تھی وہ تمام رقم جو آپ ہی کی بخشی ہوئی ہے آج آپکا غلام آپ کی نظر کرتا ہے ؎
میں کیا ہوں جو خدمت کروں دام و درم سے

یہ ہیں وہی ٹکڑے جو چنے خوان کرم سے

افضل۔ آہ تحسین تحسین جسطرح میرے پاس خرچ کرنے کے لئے روپے نہیں ہیں
اسیطرح میرے پاس وہ الفاظ بھی نہیں ہیں جن سے تیری وفاداری اور
عالی ہمتی کا شکریہ ادا کرسکوں دنیا میں ہزاروں آدمی ایک دوسرے کی
نوکری کرتے ہیں مگر صرف تن ڈھانکنے پیٹ پالنے کے لئے اور دوسرے
کی جیب چھید کر پیسے نکالنے کے لئے لیکن اس خودغرض دنیا میں ایک
تو ہی ہے جو مالک کی مصیبت کو اپنی مصیبت جانتا اور اس پر جان و مال
نثار کر دینا اپنا پہلا فرض سمجھتا ہے ؎

زمیں والوں پہ اپنی نیکیوں سے ہے فلک پایا
تجھے صورت میں انساں اور سیرت میں ملک پایا

تحسین۔ میرے آقا آپکا خادم نمک خواری کے میدان میں ایک جان نثار سپاہی
کی حیثیت سے ادائے فرض کے ہتھیار باندھکر اترا ہے جب تک
اس جنگ میں پوری فتح حاصل نہ کرے اس وقت تک تعریف
کا مستحق نہیں کیونکہ حادثات اور واقعات سے متاثر ہونے والا
انسان کے ارادے اور نیت کا کوئی اعتبار نہیں

افضل۔ تحسین ادھر آ اس غریب عورت اور اس معصوم بچے کا ہاتھ
اپنے ہاتھ میں لے لے۔ ان دونوں بدنصیبوں کو جو یقیناً میرے بعد
غریبی اور فاقے کا شکار ہونے والے ہیں آسمان پر خدا کو اور
زمیں پر تجھے سپرد کرتا ہوں ؎

سہارا تو ہے سر کی ڈھال تو ہے داد رس تو ہے
اب ان کا باپ ماں بھائی بہن جو کچھ بھی ہے تو ہے

تحسین۔ میرے آقا آپ تسلی رکھئے ؎

میں اس جھونپڑے کی اینٹ کے واسطے جوتی بنا دونگا
میں تنکے کے واسطے اک اک کے آگے سر جھکا دونگا

میں مزدوری کرونگا دکھ سہونگا بوجھ اٹھاؤنگا
میں جھڑکی لات جوتی گالیاں دنیا کی کھاؤنگا
میں ان کا پیٹ خالی اور لب سوکھا نہ رکھونگا
میں خود فاقے کرونگا اور انہیں بھوکا نہ رکھونگا

افضل رشیدہ آخری ملاقات میری خوشی اور محبت کا سرمایہ آخری پیار۔
رشیدہ۔ افضل اب یہ تسلی دینے والا چہرہ کب دکھائی دے گا یہ آواز کب سنائی دیگی۔
افضل۔ جب خدا کی مرضی ہوگی۔
بانو۔ امی ابا کہاں جا رہے ہیں ابا جانی تم کہاں جاتے ہو۔
افضل۔ میری بچی میرے کلیجے کا ٹکڑا ؎

تیری خوبی تیری عزت تیرا اقبال دونا ہو
تو اوروں کے لئے دنیا نیکی کا نمونہ ہو

(جانا افضل کا)

رشیدہ۔ تحسین گیا وہ ہمیشہ کے لئے گیا۔
بانو۔ تحسین ابا۔ امی کو کیا ہوا ابا جانی کہاں چلے گئے۔
تحسین۔ او خدا یہ دیوانہ بنانے والی حالت کن آنکھوں سے دیکھی جا سکتی ہے۔
بانو۔ ارے تم بھی رونے لگے میرے اللہ یہ کیا ہے آج سب لوگ رو رہے ہیں تحسین ابا نہ رو مجھے ڈر معلوم ہوتا ہے ارے تم بولتے نہیں امی امی۔
رشیدہ۔ گھنٹے بھر کے بعد دنیا میں صبح ہوگی مگر میری دنیا میں اب کبھی سویرا ہوگا ؎ بد نصیبی کے بخت سدا ساتھ رہے گی
اب آٹھ پہر میرے لئے رات رہے گی۔

تحسین۔ یہ کون کسی کی آواز۔ رشیدہ اُٹھو ہمت پکڑو ہمارے ضبط و استقلال کے امتحان کا وقت آپہنچا۔

رشیدہ۔ کیا پولیس آگئی۔

تحسین۔ مجھے یہی اندیشہ ہے چہرے سے گھبراہٹ دور کرو اور اس طرح ہو جاؤ گویا ہمیں کچھ خبر نہیں ہیں بانو کو کمرے میں سلا کر ابھی آتا ہوں

پروین۔ اے خدا میرے حال پر رحم کر مجھے مدد دے کہ میں پوری طاقت سے اس آنیوالی مصیبت کا مقابلہ کر سکوں کون ہے۔

شوکت۔ دروازہ کھولو۔

پروین۔ آپ کون صاحب ہیں

شوکت۔ میں ہوں شوکت۔

رشیدہ۔ کیا ہے کیونکر آنا ہوا۔

شوکت۔ رشیدہ مجھے معاف کرنا کہ میں تمہاری نیند میں خلل انداز ہوا افضل گھر ہی میں ہے نا۔

رشیدہ۔ کیوں اُن سے کیا کام ہے۔

شوکت۔ میں اُن سے ملنا چاہتا ہوں۔

رشیدہ۔ اِس وقت۔

شوکت۔ ہاں۔

رشیدہ۔ اتنی رات گئے۔

شوکت۔ ہاں۔

رشیدہ۔ اس وقت وہ سوئے ہیں مہربانی کرکے صبح کو آؤ میں اُٹھتے ہی انہیں تمہارے آنے کی اطلاع دونگی۔

شوکت۔ مگر میں جس کام کے لئے آیا ہوں وہ مجھے مجبور کرتا ہے کہ اسی وقت ملاقات کروں۔

رشیدہ۔ وہ کون سا ایسا کام ہے کیا مہربانی کر کے مجھے بتا سکتے ہو۔

شوکت۔ رشیدہ خدا تمہیں برداشت کا حوصلہ دے میں تمہارے افضل کو خون کے جرم میں گرفتار کرنے آیا ہوں۔

رشیدہ۔ افضل نے خون کیا۔

اسد۔ ہاں۔

رشیدہ۔ کس کا۔

اسد۔ منیر کا۔

رشیدہ۔ کب۔

اسد۔ آج رات کو۔

رشیدہ۔ کہاں۔

اسد۔ اس کے گھر میں۔

رشیدہ۔ جھوٹ ہے

اسد۔ سچ ہے

رشیدہ۔ بالکل ناممکن میرا افضل ایسا کام کبھی نہ کریگا۔

شوکت۔ واقعات اسکے خلاف اتنے ثبوت مہیا کرتے ہیں کہ مجھے مجبوراً تمہارے جواب میں ہاں کہنا پڑتا ہے۔

رشیدہ۔ میں کہتی ہوں کہ تمہیں دھوکا دیا گیا ہے۔

شوکت۔ شاید ایسا ہی ہو گا جاؤ اور انہیں میرے آنے کی اطلاع دو میں تم گھر ہی میں نہیں جانتے کیا تمہاری مرضی ہے کہ میں خود تلاش کر لوں۔

رشیدہ۔ بھائی شوکت حقیقت یہ ہے کہ وہ آج ایک دوست کے ہاں دعوت پر گئے ہیں اور ابھی تک وہاں سے نہیں آئے۔

شوکت۔ [illegible] سے نکل گیا

رشیدہ۔ نہیں نہیں یہ بات نہیں۔

شوکت۔ ضرور یہی بات ہے اب مجھے کتے کیطرح جگہ جگہ کی بو سونگھکر اسکی کھوج لگانا ہوگا اچھا سلام۔

رشیدہ۔ بھائی شوکت ٹھیرو بیٹھو مہربانی کرو ارے یہ تم کیا کر رہے ہو

شوکت۔ میں سیٹی بجاکر باہر کھڑے ہوئے سپاہیوں کو اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ وہ منتظر کریں تاکہ گھیر لیں اور اسکے بھاگنے کے تمام رستے بند کر لیں۔

رشیدہ۔ دیکھو تم افضل کے دوست ہو۔

شوکت۔ دوستی اور نوکری ایک ساتھ نہیں نبھ سکتی یہ کیا پستول۔

رشیدہ۔ خبردار اسے وہیں رہنے دو اسے ہاتھ لگانے کا تمہیں کوئی حق نہیں ہے

شوکت۔ رشیدہ یہ پنچ جیب سے یقیناً منیر کا خون ہوا ہے نہ بھی ملے تو بھی میرے پاس افضل کو مجرم ثابت کرنے کے لئے پچاسوں ثبوت موجود ہیں اسلئے مقابلے کا خیال چھوڑ دو اور مجھے ایک دوست کیطرح بھروسہ کر کے جو کچھ کہنا ہے صاف صاف بیان کر دو۔

رشیدہ۔ کیا سب کچھ کہدوں کیا یہ انسانیت کے فرض کو نوکری کے فرض سے مقدم سمجھے گا۔

شوکت۔ رشیدہ میرا اعتبار کرو ممکن ہے کہ میں تمہاری مدد کر سکوں کیا واقعی افضل بھاگ گیا

رشیدہ۔ ہاں ہاں وہ بھاگ گیا وہ چلا گیا خدا کے لئے اسکی مدد کرو جانے دو اپنے جان و مال کے صدقے میں اسے اپنی جان بچانے دو۔

شوکت۔ میں اسے بچا دونگا بھاگنے میں مدد دونگا اور یہاں سے نکل جانے کے لئے [illegible] دونگا

رشیدہ۔ وہ [illegible] میں صرف اتنا ہی جاننا چاہتی ہوں

شوکت۔ [illegible]

اور میرے دل میں ایک آرزو ہوتی ہے۔ افسوس سے شادی ہونے سے پیشتر میری
سب سے بڑی آرزو تھی کہ تمہیں اپنی بی بی کہہ کے پکاروں مگر اس محبت کی
بازی میں میں ہار گیا۔ اور وہ اپنے جوڑ توڑ سے بازی مار گیا اب قسمت نے
مجھے دوسرا موقع دیا ہے اگر تم اپنے حسن کے باغ سے پھول چننے کی اجازت
دے سکتی ہو تو میں ہر طرح دینے کو تیار ہوں۔

رشیدہ۔ ذرہ۔

شوکت۔ اپنا فرض بجا لانے کے لئے جا رہا ہوں۔

رشیدہ۔ او ذلیل بدمعاش دور ہو ایک عورت کو لاچار مصیبت میں دیکھ کر دھوکا
دیتا ہے اس کی بیکسی اور بے بسی سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے ؎

کوئی عورت بازاری یا بیسوا سمجھا ہے تو
کیا سمجھ کر بول اٹھا یہ مجھکو کیا سمجھا ہے تو
جوش دکھلاتا ہے پہلے شوہروں کو مار کے
پیار سے چپکے لپٹے ٹھگ آئے مجھ کو بہکا کے

شوکت۔ یہ جواب۔

رشیدہ۔ ہاں۔

شوکت۔ ہاں۔

رشیدہ۔ ہاں ہاں میں نے پہلے بھی تجھے ایک شخص سمجھ کر ٹھکرا دیا تھا
اب بھی ایک نجاست کا ڈھیر سمجھ کر ٹھکراتی ہوں۔

شوکت۔ رشیدہ ہوش کر اپنی خیر لے۔

رشیدہ۔ جا جا جو تجھ سے ہو سکے وہ کر لے۔

شوکت۔ تو کیا انکار ہے۔

رشیدہ۔ جا جا تیری سر کا ولی خدا ہے میرا خدا مددگار ہے

دم بھر میں غرق ہو گا جور و ستم کا بیڑا — پچھتائیگا جو تو نے انکے غضب کو چھیڑا
ہو جائیگا ستمگر دم بھر میں غرق بیڑا — بیداد گر جو تو نے انکے غضب کو چھیڑا
کر دیگی فن قدرت خاکستر فنا میں — پانی کے بلبلے تو اڑتا ہے کس ہوا میں

شوکت۔ چپ اگر تو اپنی ضد ہی پر اڑی ہے تو دیکھ لینا کل صبح تیرا افضل ہے اور عدالت کی ہتھکڑی ہے۔

رشیدہ۔ ٹھہرو تم کہاں جاتے ہو۔

شوکت۔ میں ابھی جا کر تمام اسٹیشنوں پر تار کرتا ہوں۔

رشیدہ۔ مگر ابھی تمہیں یہیں رہنا ہو گا۔

شوکت۔ کیوں۔

رشیدہ۔ تا کہ میرے افضل کو بھاگنے کا وقت مل سکے۔

شوکت۔ میرا گریبان چھوڑ دو۔

رشیدہ۔ تم ایک پالتو کتے کیطرح زمین پر بیٹھ جاؤ ورنہ میں بھوکی شیرنی کیطرح پوری قوت سے تم پر حملہ کرونگی اور بوٹی بوٹی نوچ کر پھینک دونگی۔

شوکت۔ میں کہتا ہوں کہ۔

تحسین۔ خبردار سید ھا کھڑا رہ ورنہ تمام بتیسی ہلا دونگا مارے ڈنڈوں کے ہاتھ پاؤں کا کھیل بنا دوں گا۔

شوکت۔ پاگل بڈھے الگ ہٹ اپنے بڑھاپے پر رحم کر۔

تحسین۔ ابے یہ پرانے زمانے کی ہڈیاں ہیں تجھ سے زیادہ کس رکھتا ہوں۔ اس بڑھاپے میں بھی تیرے جیسے دس جوانوں کا بھرتہ کرتا ہوں۔

رشیدہ۔ شوکت میری نہیں تو خدا کیطرف دیکھ افضل اور چھپر نہیں تو میری معصوم بچی کیطرف دیکھ اور رحم کر۔

شوکت۔ تو وہ یہ تمام دنیا اپنے کو میرے قدموں پر ڈالے تو بھی میں اپنا دھن

ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

تحسین۔ اچھا بیٹا تم اپنی نوکری کا فرض ادا کرو اور میں اپنے مالک کے نمک کا فرض ادا کرتا ہوں۔

(شوکت کو ٹانگ پکڑ کے گرا دینا۔ رشیدہ کا شوکت کا منہ دبانا۔ بانو کا بال پکڑنا۔ شوکت کا بے قابو ہو کر گرنا۔ ڈراپ کا آہستہ آہستہ گرنا)

ڈراپ سین

باب دوسرا — پردہ پہلا

بانو۔ امی تحسین ابا ابھی تک نہیں آئے وہ کہہ گئے تھے کہ بازار سے آؤنگا تو تمہارے لئے مٹھائی لاؤنگا۔

رشیدہ۔ بیٹا آتے ہونگے غریب ہمارے ہی پیٹ بھرنے کی فکر میں کہیں ٹھوکریں کھاتا پھر رہا ہوگا۔

بانو۔ ہاں تحسین ابا کیسے اچھے آدمی ہیں کل رات کو جب مجھے بڑی بھوک لگی تھی تو تم نے مجھے ایک ہی روٹی دی تھی مگر تحسین ابا نے مجھے اپنے حصے کی بھی روٹی کھلا دی تھی اور خود بھوکے سو گئے صبح کو جب اٹھے تو مجھکو پیار کر کے کہنے لگے خبردار رات کی بات اپنی امی کو مت بولنا۔

رشیدہ۔ بیٹا خدا اسے ہمارے سر پر سلامت رکھے تیرے باپ کے مرنے کے بعد سے [illegible] تمام زمانے [illegible] مصیبت کے

سمندر میں ڈوبنے اور مرنے کے لئے چھوڑ دیا ہے ایک فرشتہ ہے جو
شروع سے آج تک ہمارے دکھوں میں حصہ لے رہا ہے ہماری جان بچانے
کے لئے رات دن اپنی جان دے رہا ہے۔

بانو۔ وہ لو تحسین ابا آ گئے۔

تحسین۔ آؤ بیٹیا یہ دیکھو میں تمہارے لئے مٹھائی لایا ہوں

بانو۔ امی دیکھا تحسین ابا ہمارے لئے بسکٹ اور پیپرمنٹ لائے ہیں تو تم بھی لو
تحسین ابا تم بھی کھاؤ

تحسین۔ بیٹا تو کھا میرا پیٹ بھرا ہوا ہے جب تجھے ہنستا کھیلتا ہوا دیکھتا ہوں
تو میری بھوک پیاس تھکن سب اتر جاتی ہے

رشیدہ۔ تحسین تم سچ مچ تھک گئے ہو گے اب تو ٹانگے کہاں سے گئے۔

تحسین۔ قسمت کے ساتھ سر پھوڑ رہا تھا کل سارا دن اور آدھی رات محنت
کر کے کرسی تیار کی تھی مگر جب بازار میں لے گیا تو محنت کی قیمت تو کیا میٹ
کے دام بھی وصول نہیں ہوئے آج کل کے آنکھوں کے اندھے بھی بڑی بڑی
شاپوں میں جاتے ہیں تو ایک روپے کی چیز کے دس دس روپے
دے آتے ہیں اور جب کوئی غریب کاریگر انہیں اچھی چیز بنا کر دیتا ہے
تو انہیں سینکڑوں عیب نظر آتے ہیں وہی مال اگر دوکانوں میں بکے تو ناک
بھوں چڑھاتے ہیں۔

انور۔ وعدہ پورا ہوا۔ لاؤ کرایہ کا روپیہ نکالو

رشیدہ۔ یا خدا یہ پیشی ہو ئی چوٹ کیونکر نکلے گی۔

تحسین۔ بھائی تھوڑے دن اور ٹھہر جاؤ کارخانہ دار نے کہا ہے کہ اسی مہینہ
میں تمہاری تمام مزدوری چکا دونگا بس تم دو چار روز اور ٹھہر جاؤ
پھر میں تمہارے گھر پہنچا دونگا۔

انور۔ چھ مہینے ٹالا کرتے گزر گئے اور ابھی تک بہانے ختم نہیں ہوئے تم ہو

رشیدہ۔ مرے پیچھے غیبت کرنا دنیا میں سب سے بڑا گناہ ہے مرحوم کیساتھ اور اُسکے دوست جنہوں نے اُسے اور ہمیں اس نتیجے کو پہنچایا کیسے ہیں یہ میں اچھی طرح جانتی ہوں۔

تحسین۔ اے خدا سچا ہے اُس کا انصاف سچا ہے تو کیا میز کا اصلی قاتل سزا پائیے چھوٹے گا۔ یاد رکھنا ایک روز باپ کا کھڑا ضرور پھوٹیگا۔

انور۔ یا خدا اس بوڑھے کی نہ سنتا ورنہ عدالت کے جوتے سب سے پہلے میرا ہی سر پھوڑیگا خیر جی اچھا تھا یا برا تمہاری منت اور خوشامد سے چار دن اور ٹھیرتا ہوں۔ اسکے بعد اگر تم نے پائی پائی نہ ادا کی تو تم کو طاق پر رکھ دونگا۔ ایک ایک کو لات مار کر باہر کر دونگا۔

رشیدہ۔ آہ اتنے سخت نہ ہو ہماری لاچاری اور بے کسی پر رحم کرو۔

انور۔ تم جانتی ہو کہ یہ مکان میرا نہیں شوکت کا ہے میں نے صرف کنٹراکٹ پر لیا ہے اگر اسکے روپے وقت تو بھلا وہ مانے گا۔ جیسا میں تمہیں چھوٹا سمجھتا ہوں ویسا وہ بھی مجھے چھوٹا جانیگا۔

رشیدہ۔ اگر تم کہو تو میں خود شوکت کے پاس جاؤں انہیں سمجھاؤں۔ خدا نے انہیں ضرورت سے زیادہ دے رکھا ہے اگر ہمارے چند روپے وقت پر نہ پہنچے تو کیا غریب ہو جائینگے مجھے بھروسہ ہے کہ وہ مرحوم کا خیال کر کے ضرور میری غریبی پر ترس کھائینگے۔

انور۔ ایسا ہے تو ٹھیک جاؤ تمہارا بھلا ہوتا ہے تو میرا کوئی نہیں میں تو اُسکے تقاضوں سے لاچار ہوں اگر وہ تمہاری کوشش سے نرمیں تو میں بھی تمہاری طرف سے کہنے کو تیار ہوں۔

رشیدہ۔ بڑی مہربانی۔

انور۔ ہم گنہگاروں کی مہربانی ہی کیا مہربانی تو خدا کی چاہیے۔

رشیدہ۔ تم کہو تو میں آج ہی جاؤں۔

انور۔ اور بھی اچھا ہے میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ ایک دفعہ یہ وہاں تک پہنچ جائے پھر تو یہ میں ہاتھ کا شکار ہے غریبی اور عصمت دونو کا ایک جگہ رہنا دشوار ہے

گانا پروین و تحسین

بھر بھرے خدا۔ دل کو سنبھالئے موہے پیا رے بھرے خدا ناحق رنج پالئے موہے پیا بھرے خدا

رشیدہ۔ چل تحمل بہری رین اندھیری انت کال نے گھیرا

تحسین۔ پار کریگا مالک بیڑا دل سے خوف نکالئے موہے پیارے بھر خدا

رشیدہ۔ دکھ کے بھنور میں آن پھنسی ہوں ہوں۔

تحسین۔ مولا مصیبت ٹالئے موہے پیارے بھرے خدا

(سین ختم)

باب دوسرا پردہ دوسرا

(مرزا کا مکان)

مرزا۔ بی بی او بی بی۔

زلفن۔ کیا ہے بی بی کے میاں۔

مرزا۔ ہیں منہ کیوں پوچھتی آئی کوئی چیز تو نہیں پکا کر کھائی۔

زلفن۔ بندی کیا کوئی چھوٹی ہے اپنے میکے سے لائے ہوئے پیسے خرچوں اس میں کوئی چوری ہے تمہارے گھر میں تو ڈنڈی کا ٹکڑا بھی سمجھتا ہے کتا بھی روٹی کے ٹکڑے کو ترستا ہے

مرزا۔ تو کیا سو دفعہ کھاؤگی کھاتے کھاتے مرجاؤگی مجھ کبھی ہضم مرجاؤگی

زلفن۔ تو تمہارا مطلب ہے کہ دن بھر تمہارے گھر کا کام کریں۔ اور بھوکے مریں۔

کے لئے اُسکے ڈنڈے کے ساتھ شرافت سے پیش آتا ہے کسی کی پگڑی اُتار کر اور
کسی کا کیسہ کتر کر اُنکو صفت کا بوجھ اُٹھانے سے بچاتا ہے تو اُن نیکیوں کے
بدلے ہیں ایں دنیا ہی میں جنت کے مزے اُڑاتا ہے تو اُس میں اُن
جنھی قرضخواہوں اور عدالت کے سپاہیوں کے باپ کا کیا جاتا ہے۔
جو ہر وقت جھاڑ کا کانٹا ہو کر میرے پیچھے پڑے رہتے ہیں گلی گلی اور
ناکے ناکے اور وارنٹ اور ہتھکڑی لئے کھڑے رہتے ہیں ابھی ابھی میں
گھر سے نکلنے پر پرنے چھاڑ کر آگے کو نذ قید بھرنے کے لئے کندھے تول
ہی رہا تھا کہ دور سے ایک عدالت کے بانکے نے دیکھکر مجھے ڈرایا
مگر میں بھی تو اس دنیا میں لومڑی کا جنم لے آیا ہوں وہ چار اِدھر اُدھر کے
کاٹے دے کر تڑسے ایک چپانٹا جمایا اور جبتک وہ سہلائے دہڑسے ایں
گھر میں گھس آیا اب ہم یہاں کھڑے ہوئے آنند کا راگ الاپ رہے ہیں۔
اور وہ بیٹا الّو پٹھّو باہر کھڑے ٹاپ رہے ہیں۔ مگر یہ گھر ہے کس کا اگر
گھر کا مالک آ گیا۔ اور میرے یہاں آنے کا شان نزول پوچھ بیٹھا تو
کیا جواب دونگا۔ آنے دو جی ضرورت ایجاد کی ماں ہے وقت پڑے پر کوئی
نہ کوئی بات بناؤں گا۔

زٹلک۔ کون ہو وکیل صاحب صبح کہہ رہے تھے کہ آج میرا سالا آنے والا ہے
کہیں وہی تو نہیں آدھمکا۔ نہیں نہیں۔ یہ تو کوئی اور ہی شخص ہے وکیل
صاحب کا سالا ہوتا۔ تو وکیل صاحب کی بیوی سے شکل ملتی جلتی ہوتی (جناب)
کی خدمت میں اس گھر کا ہیڈ باورچی المعروف بہ شیخ زٹلک عرض کرتا ہے
کہ آپ کرستان ہیں تو گڈ مارننگ ہندو ہیں تو رام رام اور مسلمان ہیں تو علیکم السلام
بجا لاتا ہے اور یہاں آنیکا سبب پوچھنا چاہتا ہے۔

بتولا۔ ساڈ میں مصیبت شروع ہوئی (ظاہر) کون میرے پرانے دوست تم ہی یار
بہت دن بعد ملے کہو اچھی طرح تو ہو ہم بال بچے تو خیریت سے ہیں نا۔

بھروں شکلوں میں ناچ بھروں بائیسکل میں ہوا بھروں غصّے کے وقت آگے
پیچھے میں عقل بھروں اور اب آپ نے یہ نئی پخ نکالی کہ سنگار ہ بھی بھروں
نہ جناب مجھ اکیلے سے اتنے کام نہیں ہو سکتے۔

وکیل۔ بس چپ رہو بیوقوف کہیں کے۔

زشک۔ خیر یہ بیوقوف کا بچہ چپ رہتا ہے۔ پر وہ دیکھئے کوئی عقلمند کے
باوا آپکے ملنے آئے ہیں۔

وکیل۔ بھینا پھینا مدّت کے بعد آج ایک شکار پھنسا ہاں جنات تشریف کیجئے
کیا ضرورت پیش آئی جو مجھ خادم ناچیز کو وکلا اور بیرسٹر کے کفش خانے
کی سرفرازی فرمائی۔

شبّو۔ یہ کم بخت تو شروع ہو گیا اب کیا کروں گنگا جی جاؤں یا ایسٹ سنٹ
اُڑاؤں۔ مگر کھڑ دہ وہ بلیف و سپاہی چاہتے ہوں۔ تو خواہ مخواہ کیوں یک بک
کی تکلیف اُٹھاؤں۔ لاحول ولا وہ تو وہیں کے وہیں دہرے ہوئے جیسا
دلدل میں پھنسے ہوئے گدھے کی طرح جگہ سے کھسکنے کا نام ہی نہیں لیتے

وکیل۔ جناب نے کچھ جواب نہیں دیا۔

شبّو۔ جی اب اتنے بڑے آدمی کو اور میں جواب دوں۔ نہیں جناب مجھ سے یہ
گستاخی نہیں ہو سکتی۔ چاہے چیختے چیختے آپ کا گلا بیٹھ جائے مگر
میں آپ کو ہرگز جواب نہ دونگا۔

وکیل۔ اجی جناب اپنے آنے کی غرض بیان کرنا ہی گستاخی ہے آخر
مجھے معلوم تو ہو جانا چاہئے کہ آپ کس لئے تشریف
لائے ہیں۔

شبّو۔ کیا تشریف۔ اوہو ہو ہو اس خاکسار کی شان میں اتنا بڑا لفظ
اے جناب یوں کہئے کہ یوں نازل ہوا ہے کیوں [illegible]

کیوں ٹپک پڑا ہے۔
وکیل۔ آپ تو کوئی دل لگی باز آدمی معلوم ہوتے ہیں جو فرماد کیجئے۔ جو کچھ فرمانا ہے مجھے ایک ضروری کام سے دوبارہ کچہری جانا ہے۔
جُگّو۔ ہاں کچہری جانا ہے بہت اچھا۔ کچہری کوتوالی۔ حوالات جیل خانہ یا پاگل خانہ جہاں جانا ہو ہو آئیے۔ مجھے کوئی ایسی جلدی نہیں ہے آپ کے گھر کو میں اپنا ہی گھر سمجھتا ہوں۔ اسے لیجئے میں یہ بیٹھ گیا
وکیل۔ چہ خوش۔ یہ تو آرام کرسی پر پاؤں پھیلائے لیٹ گیا۔
جُگّو۔ ہاں جناب ذرا اتنی مہربانی اور فرمائیے گا کہ جانے سے پہلے اپنے نوکر کو ایک کپ چائے۔ اور اگر دیر سے آپ کا آنا ہو تو دوپہر کے کھانے کے لئے حکم دیتے جائیے گا۔
وکیل۔ حضرت میرے پاس مذاق میں ضائع کرنے کے لئے وقت نہیں ہے اگر کوئی مقدمہ دینا ہے تو اُس کے نوٹ لکھوائیے ورنہ میں یہ چلا اور آپ یوں تشریف لے جائیے۔
جُگّو۔ اچھا تو جس طرح آدھے پر بلبل بیٹھا ہے آپ بھی اچک کر کرسی پر بیٹھ جائیے۔
وکیل۔ اچھا لکھائیے۔
جُگّو۔ اب لکھاؤں کیا اپنا سر ہاہاہا۔ ذرا قلم تو اچھا منگائیے۔ یہ قلم ہے یا حجام کا استرا۔ آپ لکھتے ہیں۔ یا حرفوں کا سر مونڈتے ہیں۔
وکیل۔ ارے بھائی قلم کا غضب درست ہے۔ تم اپنا مطلب تو شروع کرو۔
جُگّو۔ کم بخت وہ حلال زادے گئے یا نہیں۔ خدا کی مار جانے کا نام ہی نہیں لیتے نابکار۔
وکیل۔ عجیب کینڈے کے آدمی سے پالا پڑا ہے۔ اجی حضرت آپ وہاں کیا

دیکھ رہے ہیں۔

ننھّو۔ میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ برسات قریب ہے اور ابھی تک آپنے مکان کی مرمت نہیں کی۔ اگر مکان گر پڑا۔ اور کوئی پڑوسی دب کر مر گیا تو عدالت قتل عمد کے جرم میں اس طرح آپ کا گلا دبائے گی اور یہ وکالت شکالت سب دھری رہ جائے گی۔

وکیل۔ ارے بھائی میرا مکان گرتا ہے تو گرنے دو تمہیں اسکی کیا فکر پڑی ہے۔

ننھّو۔ کیوں فکر کیوں نہیں آخر میں بھی تو اسی مکان میں بیٹھا ہوں۔

وکیل۔ میں کہتا ہوں کہ مسٹر ....

ننھو۔ جی میرا نام مسٹر شبراتی ہے۔

وکیل۔ تو مسٹر شبراتی۔ مہربانی کر کے بیٹھ جائیے اور اپنا مقدمہ لکھوا دیجیے۔

ننھو۔ اچھا لکھئے ہم سب ملکر اپنے باپ کے سترہ بھائی بہن ہیں۔

وکیل۔ ٹھیرئیے آپ کے بھائی بہن یا آپ کے باپ کے بھائی بہن۔

ننھّو۔ دیکھئے آپ یوں بیچ بیچ میں لقمہ دیں گے تو میں ایک حرف بھی نہ لکھوا سکونگا۔ لکھئے ہمارے سترہ بھائی بہن۔

وکیل۔ ہمارے باپ کے۔

ننھّو۔ تمہارے کہاں تم خود لاوارث اکیلے پیدا ہوئے ہو۔ میرے باپ کی کوشش ہے۔

وکیل۔ اچھا آگے بولو۔

ننھّو۔ جس میں سولہ لڑکے اور دو لڑکی۔

وکیل۔ یہ اٹھارہ ہوئے۔

ننھو۔ برابر سولہ اور دو اٹھارہ۔
وکیل۔ مگر تم نے تو ابھی سترہ لکھائے تھے یہ تو ایک بڑھ گیا۔
ننھو۔ ہاں اچھا تو اُسے کم کر دیجئے ایک لڑکا بڑھ گیا تو کیا اور ایک گھٹ گیا تو کونسی باپ کے گھر میں کمی ہو گئی۔ چلو سترہ تو سترہ ہی سہی۔
وکیل۔ اچھا آگے لکھائیے۔
ننھو۔ اُن سترہ میں سے یہ آپ کا تابعدار مٹی سارے سب سے بڑا لڑکا ہے۔
وکیل۔ میاں ایک کے ٹمبل پر کہاں جا چڑھے۔
ننھو۔ اپنا بڑا پن بتانے کے لئے۔
وکیل۔ چلو آگے بولو ... ... ہیں تم روتے کیوں ہو۔
ننھو۔ روتا اس لئے ہوں کہ جسطرح میں عمر میں سب سے بڑا ہوں اُسیطرح بدنصیبی میں بھی سب سے بڑا ہوں۔
وکیل۔ بدنصیب وہ کیسے ؟
ننھو۔ ایسے کہ جس روز میں دنیا میں تشریف لایا اُسی روز میرے والد اس دنیا سے سفر کر گئے۔
وکیل۔ یعنی۔
ننھو۔ یعنی مر گئے۔
وکیل۔ جب تم سب سے بڑے لڑکے ہو۔
ننھو۔ بیشک۔
وکیل۔ اور تمہارے پیدا ہوتے ہی تمہارے والد کا انتقال ہو گیا۔
ننھو۔ ہاں ہاں
وکیل۔ تو پھر یہ باقی سولہ کہاں سے پیدا ہو گئے۔
ننھو۔ اور جب تو میں بھولا وکیل صاحب انہیں میں شاید چھوٹا لڑکا ہوں گا۔

وکیل۔ خیریت بر شما و بر پدر شما آگے چلو۔

بنو۔ اچھا لکھئے ہم سب مل کر بیٹے باپ کے سترہ۔

وکیل۔ پھر وہی الٹا چرخہ چلانے لگے۔ اماں ایک مرتبہ تو لکھ چکا ہوں اور کتنی مرتبہ لکھواؤ گے۔

بنو۔ سترہ باپ بیٹے کی تعداد آپ لکھ چکے عجب بیوقوف ہیں آپ نے مجھ سے کہا کیوں نہیں بچہ

وکیل۔ میں اور بیوقوف۔ نکل جاؤ میرے گھر سے ڈھونڈ لو کوئی اور وکیل۔

بنو۔ بہت دیر ہوئی اب تو بیلف اور سپاہی ضرور چلے گئے ہونگے اچھا حضرت آپ گرم ہوتے ہیں تو لیجئے تسلیم۔

وکیل۔ ارے او بلا اپنی ٹوپی چھوڑ کر میری ٹوپی کہاں لے چلا۔

بنو۔ ہائے ہائے یہ کمبخت تو تار کے بچے کیطرح زمین میں گڑھے ہوئے ہیں ابھی تک اسی جگہ گڑھے ہوئے ہیں۔

وکیل۔ بہت تیرا ستیاناس ہو میرے دادا کے وقت کی ٹوپی کمبخت نے خراب کر دی ہیں پھر اپنی نحوست کرسی پر دھر دی۔

بنو۔ لکھئے اجی لکھئے۔

وکیل۔ کیا لکھوں تمہارا سر میں کچھ نہیں لکھتا ہوں۔

بنو۔ اجی وکیل صاحب غصہ نہ کیجئے میں نالائق باپ کے غم میں بوکھلا گیا ہوں اس واسطے مقدمہ لکھواتے وقت ذرا گھبرا گیا۔

وکیل۔ اچھا تو جلد اور مختصر بیان کرو۔

بنو۔ اچھا تو لکھئے ہم سب مل کر اپنے باپ کے سترہ بیٹا۔

وکیل۔ تمہارے اور تمہارے باپ کی ایسی تیسی آگے بھی لکھاؤ گے یا تیلی کے بیل کیطرح ایک ہی جگہ چکر لگاؤ گے۔

بنو۔ اچھا لکھئے میرے باپ کے لوجی میرے چچا کا بھی انتقال ہو گیا۔

وکیل۔ چچا کون چچا۔
بنو۔ میرے بھائی کے باپ ارے یہ تو میرے باپ کے بھائی۔ اجی لکھے
آتے ہیں یہ آپ نے ہی بتلاؤ کیطرح میرے منہ کی طرح ٹکٹکی کیا لگائی۔
وکیل۔ ہاں لکھوں کیا خاک پھر تمہاری بات کا کوئی سر پیر بھی ہو ستمرہ
بھائی بہن کا کیس پورا نہ ہونے پایا کہ بیچ میں چچا نکل آیا۔
بنو۔ تو جناب اگر آپ کو میرے چچا سے نفرت ہے تو اپنے چچا کا نام لکھ دیجئے
ضرورت تو ایک چچا کی ہے میرا ہو یا آپ کا۔
وکیل۔ بس میں آخری مرتبہ کہتا ہوں کہ چلے جاؤ میں تم جیسے بیوقوفوں کا مقدمہ
نہیں لینا چاہتا۔
بنو۔ نہیں تو نہیں سہی میں بھی تم جیسے زٹیل وکیلوں کو اپنا مقدمہ دینا نہیں چاہتا
واہ واہ بیلف اور سپاہی بھی چل دئے پر کھلے پنجرہ ٹوٹا میں اس کی اور
وہ میری مصیبت سے چھوٹا اللّٰہ اللّٰہ۔
وکیل۔ ایں یہ تو ناچنے لگا ارے میاں تم جانتے ہو یا فوجداری کرنا چاہتے
ہو۔
بنو۔ ادھر آؤ تمہاری فیس کتنی ہے۔
وکیل۔ کیا مطلب ہے۔
بنو۔ میں یہ پوچھتا ہوں اگر تم سے کوئی ایک گھنٹہ مقدمے کے لئے مشورہ
کرے تو کتنے روپے لیتے ہو۔
وکیل۔ دس روپیہ۔
بنو۔ گھنٹے کے دس روپیہ اچھا تو میں نے تمہارے ساتھ تین گھنٹے جھک
ماری تیس روپے نکال دو۔
وکیل۔ ہاں یہ الٹی فیس کیسی۔
بنو۔ نکال روپے تیرے وکیل کی ایسی تیسی۔

گانا

جا۔ جا۔ ماروں گا پاجی غلام
جا۔ ہٹ بے لنگور
چل ہٹ
تیرا پی لوں گا خون
ابے جا بے ملعون
ماروں گا میں ایسا چانٹا کر دوں گا میں آٹا
یہ گھونسا یہ ساٹا
چل ہٹ نٹ کھٹ
جا۔ جا ادا رے ناکارے
بھٹیارے
چل ہٹ نٹ کھٹ
جا۔ جا ماروں گا پاجی غلام

باب دوسرا پردہ تیسرا راستہ

افضل ۔ افضل تیری بدنصیبی کے زمانہ کو آج تین برس گذر گئے ۔ اس لمبی اور مصیبت سے بھری ہوئی مدت میں قسمت نے تجھے اس قدر پیسا اس قدر ستایا اسقدر مصیبت کا مینہ برسایا کہ گمان بھی نہ آتا تھا ۔ کہ تو زندہ رہے گا ۔ اور دوبارہ وطن کی صورت دیکھے گا ۔ مگر خدا کا شکر ہے ۔ کہ تو بچ گیا جیتا رہا اور دوبارہ اس زمین پر جس کے ذرے ذرے سے محبت کی بو آرہی ہے ۔ آ کر کھڑا ہوا آہ وہ سیاہ کمبخت رات اس ملعون واقعہ کی یاد اب تک میرے بدن میں لرزہ پیدا کر دیتی ہے ۔ مشکل ہے کہ اسٹیشن پر پہنچتے ہی مدراس کو جانے والی

ٹرین رُک گئی۔ اور راستے میں مجھے بھوانی کے اسٹیشن پر اترنے کی سوجھ گئی پھر کیا ہوا۔ مگر بھوانی سے دوسری ٹرین میں سوار ہوا اور سیدھا کلکتہ پہنچا۔ یہاں ایک اخبار میں تو نے پڑھا کہ جس ٹرین میں تو سفر کر رہا تھا وہ بھوانی سے چند اسٹیشن آگے جا کر ایک پاسنجر ٹرین کے ساتھ ٹکرا کر تباہ ہو گئی۔ اور تو بھی اس کے ساتھ دب کچل کر مر گیا۔ یہ پڑھ کر تو نے اطمینان کا سانس لیا اور ایک جہاز میں بیٹھ کر چند روز کے بعد افریقہ کی سرزمین میں اتر پڑا۔ پھر چھ مہینے تک در بدر ٹھوکریں کھانے فاقہ اور بھیک سے زندگی بسر کرنے کے بعد ایک کان میں نوکری ملی محنت کوشش اور دیانت داری کی بدولت لاکھوں روپے کا مالک بن کر دوبارہ وطن کو لوٹا۔ مگر افضل ابھی تیرے لئے کئی دن چھپنے میں خطرہ ہے۔ تیری موت کی خبر اڑنے کی وجہ سے پولیس نے دھوکے میں آکر تیری تلاش موقوف کر دی۔ مگر تیرا نام اُن کے خفیہ رجسٹر میں ابتک موجود ہے۔ خدا وند میرے دل سے آواز نکلتی ہے کہ میں اس گناہ میں مجرم نہیں ہوں۔ اگر یہ سچ ہے۔ تو میری مدد کر تا کہ میں اپنی بے گناہی ثابت کر کے داغ دھو سکوں۔

افسوس لاکھوں کے نوٹ جس کی جیب میں پڑے ہوں۔ اور کروڑوں روپے جس کے نام سے بنکوں میں جمع ہو۔ اس کی یہ حالت کہ ایک بے گناہ سے چھپ کر سے بچنے والے کے بھیس میں اپنے کو چھپائے ہوئے خوف کے ساتھ جاگتا اور رنج کے ساتھ سوتا ہے۔ بیوی بچوں کو یاد کر کے روتا ہے۔

سامنے سے کوئی لڑکی اور عورت آ رہی ہے۔ یہ کون رشیدہ اور میری بالو او خدا یہ اتفاقی ملاقات یہ ناگہانی خوشی مگر یہ ان کی کیا حالت

جب یہ آنکھیں ان ماں بیٹی کو دوبارہ خوش دیکھیں گی
رشیدہ - تحسین میرے لیئے ہر طرف مایوسی ہی مایوسی ہے۔

(افضل کا پوشیدہ ہو کر آنا)

تحسین - ہوا کیا
بالو - تحسین ابا شوکت نے ہماری امی کو دھکا کر باہر نکال دیا
رشیدہ - میں کیا کروں وہ رذیل کسطرح میرا پیچھا ہی نہیں چھوڑتا ہے۔
غریب اور بیکس سمجھ کر ہم پر طرح طرح کے ستم توڑتا ہے۔
تحسین - کیا کروں مجھے تمہاری اور اس معصوم کی فکر ہے - اگر میرے بعد تمہیں کوئی سہارا دینے والا ہوتا تو اس بیت چھینے والے درانتی سے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا -
افضل - او خدا میرے پیاروں پر قسمت کا اتنا غضب میں ہی انکی تمام مصیبتوں کا باعث ہوا اور ناپاک شوکت شریف نما پاجی تو مجھے مردہ سمجھ کر میرے کلیجے کے ٹکڑوں کے ساتھ اس سلوک سے پیش آرہا ہے - پھر ایسی حالت میں جب کہ یہ مدد تسلی اور رحم کی محتاج ہیں - انسان ان کے دکھوں کو اور زیادہ بڑھا رہا ہے - مگر یہ یاد رکھ کہ جس طرح سکھ ہمیشہ نہیں رہتا اسی طرح دکھ بھی سدا دکھ نہیں رہتا ظلم کی عمر چھوٹی اور صبر کی زندگی بڑی ہے - خوشی اور راحت انکی جھونپڑی کے دروازے پر ہاتھ باندھے کھڑی ہے -
بالو - امی امی مجھے نیند آرہی ہے -
رشیدہ - بیٹا سو جا تحسین تمام رات جاگ کر یہ دو ٹوکرے تیار کر کے لئے جاتی ہوں - آس تو بہت دلائی تھی دیکھئے میرزا صاحب کی بہو بیٹی نے یہ دینے کا کیا صلہ دیتی ہیں
تحسین - خدا تمہیں ہنستا ہوا واپس لائے میں بھی بازار جاتا ہوں کل جو کرسی تیار کر آیا تھا - اس کی اجرت مل گئی تو کھانے پینے کا سامان لیکر آتا ہوں -

افضل کا ظاہر ہونا

افضل۔ بڑے میاں کچھ نئی پرانی چیزیں خریدو گے یا بیچو گے۔
محسن۔ با واصاف کر کھانے کا تو کچھ ٹھکانا نہیں۔ چیزیں کہاں سے خریدوں گا۔
افضل۔ نقد نہ ہو تو ادھار لو دنیا کا کام ہمیشہ ادھار ہی پر چلتا ہے۔
محسن۔ نہیں اس سے باز آ۔ بھوکا رہنا اچھا ہے۔ مگر ادھار لینا اچھا نہیں
میں تو جو قرض لیا ہے۔ اس کی گلی سے نہیں نکلتا
افضل۔ خیر تمہاری مرضی مگر بھائی خفا نہ ہونا۔ میں نے دروازے کی آڑ میں
کھڑے ہو کر تمہاری تمام مصیبت سنی واللہ خدا جانتا ہے مجھے بہت ترس معلوم ہوا
محسن۔ ہاں بھائی معلوم ہوا ہوگا۔ کیونکہ جس پر پڑ چکی ہوتی ہے۔ وہی دوسروں
کی مصیبت کو سمجھتا ہے۔ اور ترس کھاتا ہے۔
افضل۔ بھائی تم یہ سن کر تعجب کرو گے کہ میں تم سے بھی زیادہ دکھی ہوں
ان ماں بیٹی کی طرح جو تمہارے ساتھ رہتی ہیں۔ میری بھی ایک معصوم بچی
اور ایک شریف بیوی تھی۔ میں ایک ناگہانی آفت میں پڑ کر ہمیشہ کے لیے انہیں
ہاتھ سے کھو بیٹھا۔ اب جب ان کی یاد آتی ہے۔ تو بے چین ہو جاتا ہے
محسن۔ صبر کرو بھائی کبھی دن پھر بھی جاتے ہیں دنیا میں ہمیشہ دکھ سکھ ساتھ ہے۔
افضل۔ بھائی تم یہ سن کر اور زیادہ حیران ہو گے کہ دونوں کی شکل صورت بالکل ہو بہو
بھی بالکل میری بیوی اور بچی سے ملتی ہے۔ اس لیے میرے دل میں خود بخود
جوش پیدا ہوتا ہے۔ کہ میں ان کی مدد کروں۔
محسن۔ بھائی دنیا اپنی غرض کی ہے بغیر غرض کون کسی کی مدد کرتا ہے۔
افضل۔ یقین کرو کہ میں بغیر بدلے کے خیال اور بغیر کسی غرض کے انکی امداد کرتا ہوں
محسن۔ ہاں بھائی میں اس تمہاری ہمدردی کا شکریہ ادا کرتا ہوں مگر تم سے
نہ تو میری دوستی ہے نہ کی جان پہچان ہے اسلئے میں تمہارا مولی امداد قبول نہیں کر سکتا
افضل۔ بھائی شک نہ کرو میں کوئی غیر آدمی نہیں ہوں۔ میں کون ہوں! ...

کیا ہوں - وہ میں جانتا ہوں یا خدا جانتا ہے - لو یہ روپیہ لیجاؤ - اور ان
کی ضرورت کا سامان خرید لاؤ - میں آج سے روز آیا کروں گا - اور تمہیں
تمہاری ضرورت کے لائق روپیہ دے جایا کروں گا -

تحسین - جا بھائی جا اپنا راستہ لو - کس کو شیشے میں اتارنے آیا ہے - ایسے
روپیے اور ایسے لالچ کو میں اور وہ شریف عورت ٹھوکر سے مارتے ہیں -

افضل - بھائی میں خدا کو حاضر و ناظر جان کہتا ہوں - کہ میں کسی بری نیت سے
مدد نہیں کرتا ہوں میں ایک شریف آدمی ہوں -

تحسین - جا جا بھائی تو ایک شریف ہے یا رذیل اس سے ہمیں کیا مطلب - اپنا
پٹہ تاپ پر کھینچ دینا - جب محنت مزدوری سے کہیں کچھ نہ پائینگے - تو
تمہاری شرافت کا دروازہ آکر کھٹکھٹائینگے -

افضل - یہ اس طرح نہیں مانیگا ظاہر ہونا پڑیگا - ارے بھائی لے لو

تحسین - ہاتھ چھوڑ میں واقف ہوں تم جیسے خبیثوں کے پیچھے سے اون
ہوں مدد کرنے آئے قاتل رہے کیوں شہر کے اندیشے سے

افضل - تحسین تو نے مجھے ابھی تک نہیں پہچانا -

تحسین - میں تو میرا نام بھی جانتا ہے - بول بھائی تو مجھ کیسے پہچانتا ہے -

افضل - تحسین وفاداری کیسا ہے کیا تین برس کی مدت میں افضل
کو بھول گیا -

تحسین - لیکن تم کون ہی بالکل ویسا ہی

افضل - اچھے تحسین کیا اب تک افضل کو نہیں پہچانا

تحسین - میرے آقا - میرے مالک - ارے میری آنکھیں دھوکہ دیتی ہیں -
یا اللہ سچ تم زندہ ہو

افضل - میں زندہ ہوں میرے پیارے تحسین میں زندہ ہوں

تحسین - تم زندہ ہو میرے آقا زندہ ہو تم نے مجھے [illegible] - میں خوشی سے [illegible]

ہو جاؤں گا میری آنکھوں کی ٹھنڈک تو زندہ ہے۔

افضل ۔ تحسین اپنے گوشہ بٹھالو اتنی خوشی

تحسین ۔ اے اب بھی خوش نہ ہوں میرے آقا آخر تم زندہ ملے آؤ اندر چلے آؤ۔ اپنی موجودگی سے رشیدہ کی تاریک دنیا کو روشن کرو۔

افضل ۔ تحسین تھوڑے روز صبر کرو میں اس لباس میں ہر روز تم سے اور اپنے پیاروں سے ملنے کیلئے آؤں گا۔ انہیں دیکھوں گا۔ خوش ہوں گا۔ اور تمہارے ذریعے ہر طرح ان کی مدد کروں گا۔ مگر ان بدمعاشوں کا جو مجھے خاں تھا برباد کر کے خود امن امان سے بیٹھے ہوئے مزے کر رہے ہیں۔ پتہ نہ پالوں میں کے اصلی قاتل کو ڈھونڈ نہ نکالوں میرا ظاہر ہونا ٹھیک نہیں کیونکہ مجھے وقت کا کوئی شریک نہیں۔

تحسین ۔ مگر یہ تو کہئے آپ کیسے بچے کدھر گئے کہاں رہے۔ آپ سے کیسی کیونکر لوٹے۔ یہاں تک کیسے پہنچے۔

افضل ۔ حسین یہ بہت لمبی دکھ بھری داستان ہے۔ جو چند منٹوں میں بیان نہیں ہو سکتی جب ہم تو اطمینان سے ایک جگہ بیٹھیں گے تو میں سب کچھ سناؤں گا۔ خود بھی روؤں گا اور تمہیں بھی رلاؤں گا۔

تحسین ۔ او خدا تیری کیسی مہربانی آج مجھے ثابت ہو گیا کہ دنیا میں کسی بیکس کی فریاد خالی نہیں جاتی۔ دیر ہو یا سویر تو ضرور سنتا ہے۔ اور ضرور اس کی مدد کرتا ہے۔

افضل ۔ تحسین میری اصلی حالت بھکاری کی ہے۔ مگر میں ٹرانسوال سے کروڑوں روپے کی دولت ساتھ لیکر آیا ہوں۔ اگر تم روزانہ ایک سو اشرفی خرچ کرو۔ تو بھی ایک سو برس تک میری دولت ختم نہ ہوگی۔ اس لئے خدا کے شکر یہ میں میرے ساتھ شریک ہو۔ یہ اشرفیاں لو اور اپنی راحت کا سامان اور ایک عمدہ مکان خرید لے

کی تجویز کرو اگر کوئی تبدیل حالت کی وجہ سے پوچھے - تو کہہ دینا کہ میرے ایک دور کے دولت مند رشتہ دار نے وفات پائی - اور اس کی تمام دولت ورثہ میں میرے ہاتھ آئی -

تحسین - اطمینان رکھو ایسی شتاب دوں کہ دنیا پہلی پوچھتی رہ جائے - آقا یقین کرو کہ میں مصیبت سے جیا - مگر اب خوشی کے مارے ضرور مر جاؤں گا -

افضل - جاؤ تحسین مصیبت دور کرنے میں جلدی کرو - کل میں پھر اسی جگہ اسی وقت تم سے ملوں گا -

تحسین - اچھی چاہئے مگر سچ کہنا آپ زندہ ہیں - یا ایسی میں خواب میں تو بادشاہی نہیں کرتا - ایسا نہ ہو کہ آنکھ کھلنے پر فقیر کا فقیر رہ جاؤں -

افضل - پیارے تحسین اچھے تحسین خواب نہیں بیداری ہے -

تحسین - جب تو دنیا اور دنیا کی ہر ایک خوشی ہماری ہے -

گانا

سیاں بے کو تو ال اب ڈر کا ہے موقعہ

افضل - میرا معصوم کیسی میٹھی نیند میں سو رہا ہے کتنی مدت کے بعد وہ آب حیات نصیب ہوا ہے - میری گلاب کی کلی تو پھولے پھلے بڑھے اپنی عصمت اور پاک بازی کی خوشبو سے دنیا کو معطر کرے -

بالو - امی تحسین ابا تم کون ہو جی

افضل - بیٹا ڈرو نہیں - میں ایک فرشتہ ہوں - اور خدا کی طرف سے تمہیں یہ اشرفیاں دینے آیا ہوں -

تحسین - یہ تو سونا ہے - نہیں جی میں تو امی کے پوچھے بغیر نہیں لے سکتی -

افضل - بیٹا لے جب تمہاری اَمّی سنے گی۔ کہ ایک فرشتہ دے گیا ہے۔ تو کبھی خفا ہوگی۔ بھلا تمہارے ابّا کہاں ہیں۔

بانو - ان سے جب میں پوچھتی ہوں۔ تو رو کر کہتی ہیں۔ کہ وہ مر گئے۔ کیوں جی ابّا مر گئے تو کیا اب وہ ہم سے ملنے نہیں آئینگے۔

افضل - نہیں بیٹا وہ آئیں گے۔ اور تمیں اسطرح گود میں لیکر پیار کرینگے۔

بانو - تم یہی بیٹھو جی۔ امّی پڑوس میں گئی ہیں۔ میں ابھی دوڑ کر بلا لاتی ہوں۔

افضل - نہیں بیٹا کوئی ضرورت نہیں۔ آ بیٹا مجھے پیار دے۔

بانو - تم مجھے بہت پیارے معلوم ہوتے ہو۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ گو یا میں اپنے باپ کی گود میں بیٹھی ہوں۔

افضل - اور مجھے بھی ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ میں بھی اپنی بچی کو گلے سے لگا رہا ہوں۔ آ میری پیاری رشیدہ کی تصویر آ۔ کیسی منتظر اور غمگین آنکھوں سے میری طرف دیکھ رہی ہے۔ بول رشیدہ بول۔ پوچھ کہ میں کہاں تھا۔ پوچھ کہ میں کس حالت میں تھا۔ پوچھ کہ میں کیا کرتا تھا۔ آہ وہ سینہ جس کے اوپر تین برس سے غم کی بھٹی سلگ رہی تھی۔ آج اس پر برف رکھتا گیا۔ کلیجے کے ناسور پر مرہم لگا یا گیا۔ رشیدہ پیاری رشیدہ۔ بانو کہاں گئی؟ شاید اپنی ماں کو بلانے گئی۔ افضل چھاتی پر پتھر رکھ اور نکل جا۔ اگر رشیدہ کا سامنا ہوا۔ تو راز کھلنے پر تیرا مطلب ضبط ہو جائے گا۔ یہ کیا شوکت بیلف اور غمزدہ رشیدہ۔ یا خدا یہ کیا ہوگا۔ اور میں کیا کروں۔

رشیدہ - شوکت تھوڑے دن اور صبر سے کام لو۔ ہماری لاچاری مجبوری پر نظر کرو۔

شوکت - تمہاری ضد سے میں اس کاروائی پر مجبور ہوں۔ جب تم سیدھی طرح سے راہ پر نہ آئیں۔ تو پھر مجھے بھی ٹیڑا راستہ چلنا ضرور ہوا۔

رشیدہ - میری عاجزی اور میری حالت کی طرف دیکھو - تمہیں جو خدا نے دولت راحت اور آرام دے رکھا ہے - اس میں کچھ نہیں مانگتی - میں صرف اتنا ہی چاہتی ہوں - کہ ہماری مصیبت کو اور زیادہ نہ بڑھاؤ - اپنے دوست کی بیوی پر نہیں - نہیں ایک غریب بیوہ پر رحم کرو -

شوکت - انسان یا کسی کا ہو رہے - یا کسی کو اپنا کر رکھے - جب ابھی تنگی ترشی کا وقت ہے - تو کیوں قبول کرتی ہو - میں جو کہتا ہوں - اُسے کیوں نہیں قبول کرتی ہو -

رشیدہ - رہنے دے - رہنے دے - اپنے گندے منہ سے گندی باتیں مت نکال - جس طرح طوفانی سمندر میں پتھر کی چٹان اپنی جگہ قائم رہتی ہے اسی طرح میں بھی دکھ کے سمندر میں مصیبت کے تھپیڑے سہوں گی - مگر نہ ہٹنے والے پہاڑ کی طرح عصمت اور ایمان پر قائم رہوں گی -

شوکت - یوں ہے ؟ بہت اچھا - تو مجھے بھی تمہارے استقلال کا امتحان کرنا چاہئے - مسٹر سلیف تم اپنا کام شروع کرو -

رشیدہ - بھائیو - اگر خدا نے تمہارے دل میں ذرا بھی رحم دیا ہو - تو اپنا فرض بجا لانے سے پہلے اس قصائی کو سمجھاؤ - کہ ایک بے گناہ گائے کے گلے پر چھری نہ پھیرے -

سلیف - بائی ہم کیا کر سکتے ہیں - ہم تو قانون اور عدالت کے نوکر ہیں - اگر یہ راضی ہو - تو ہم جس دروازے سے آئے ہیں - اسی دروازے واپس جا سکتے ہیں -

شوکت - تم یہاں گپ مارنے آئے ہو - یا اپنی ڈیوٹی پوری کرنے ؟ چلو اپنا فرض ادا کرو

رشیدہ - ظالم بیدرد خدا کا خوف کر - ٹھٹھرا دینے والا جاڑا جس کے خوف سے جانور بھی باہر نہیں نکلتے - تو چند پیسوں کے لئے ہم کو گھر سے باہر کر رہا ہے

شوکت - جلدی کرو

رشیدہ - ارے ظالم اوڑھنے کے لیئے کمبل کو تو چھوڑ دے - ورنہ میری معصوم بچی اس ٹھنڈی میں کیسے جئے گی -

شوکت - جیئے یا مرے ہمیں کیا؟ تو اور وہ دونوں جہنم میں جاؤ -

رشیدہ - او خدا جیسی تیری مرضی - میری بچی اور میں رات بھر سردی میں ٹھٹھریں گی - دھوپ میں جلیں گی - ننگی زمین پر سوئیں گی - گھاس پھونس سے بدن ڈھانکیں گے - بھیک مانگیں گے - فاقہ کشی کریں گے - بھوکے مریں گے مگر اس ظالم کی کبھی خوشامد نہ کریں گے -

افضل - شاباش بہادر اور مستقل مزاج عورت شاباش - افسوس کہ وقت پر میں نے انمول ہیرے کی قدر نہیں کی - اب مجھے بالو کو ڈھونڈنا چاہیئے - تاکہ وہ شیطان کی قسم پھینک کر اس کے منہ پر تھوک دے -

تحسین - اگر ایسا ہے کو لو اب ڈر کاہے کا - اوہو یہ شیطان کے اکلوتے صاحبزادے بھی موجود ہیں - سنبھالنا بیٹا - تمہارے چچا بھی آگئے -

رشیدہ - تحسین اب ہم کیا کریں گے -

تحسین - ارے کیا کریں گے - ناچیں گے - گائیں گے - اور دشمن کی کھوپڑی پہ طبلہ بجائیں گے -

شوکت - تحسین مجھے پہچانتا ہے میں کون ہوں؟

تحسین - ارے ہاں میں تجھے کیا تیری اصلی بنیاد تک کو جانتا ہوں - جا - اب دن کے بعد منہ نہ دکھانا ورنہ ٹھنڈی نہ ملے گی -

رشیدہ - اچھے تحسین یہ کیا ہے - گھر بھر میں کہرام دیکھ رہے ہو - اور تمہیں ہنسی سوجھی نہیں آتی - کیا شراب پی کر تو نہیں آئے ہو -

تحسین - ہاں میں نے شراب تو نہیں پی لی - مگر خوشی سے شرابی ہو گیا ہوں پچیس برس کے بعد میں نے آج سورج کو دیکھا - آ ہا ہا آج سب طرف

مجھے اجالا ہی اجالا نظر آتا ہے۔ اے میرے فرشتے آخر تو آسمان سے اُترا۔ اور مجھے ملا۔ ہاں۔ ہاں یہ کھانے پینے کا سامان سب اسی فرشتے نے دلایا ہے۔ اور کہا ہے۔ کہ جا کھا پی اور مزے کر۔ اور ان اچاروں کے نام پر جھاڑو مار ستاں ہے کوتوال۔

رشیدہ ۔ تحسین ذرا ہوش میں آؤ۔ شوکت۔ سرکاری آدمی لاکر ہمارے پاس جو کچھ ٹوٹا پھوٹا سامان ہے۔ وہ بھی لئے جا رہا ہے۔

تحسین ۔ جانے دے ماں۔ اپنے گھر کی بیٹی لے جا رہا ہے چل بے اٹھا۔ اس کی لڑکی کی شادی ہوگی۔ تو جہیز میں کام آئے گا۔

شوکت ۔ بد زبان۔ اس کام سے فراغت پانے کے بعد میں تیری بھی خبر لوں گا

تحسین ۔ میری خبر۔ میری کیوں۔ اس دن کی پٹخنی بھول گیا چل دم خم ہو تو آ جا۔

شوکت ۔ اچھا بے اچھا۔ چلو مسٹر سیف اس کھانے پینے کے سامان پر بھی ضبطی کرو۔

تحسین ۔ غلام کمینے اگر اس کو ہاتھ لگایا۔ تو میں تجھے کچا ہی کھا جاؤں گا۔

سیف ۔ جناب کھانے پینے کی چیز ضبط کرنے کا حکم نہیں ہے۔ یہ قانون کے خلاف ہے

شوکت ۔ میرے صاحب قانون وانون کہاں سے لائے۔ قانون میں نہیں ہے تو اپیل کر کے اپنا مال واپس لے لیں گے۔

تحسین ۔ جا بھائی جا۔ کاہے کو بھیجا کھا رہا ہے۔ کل صبح آنا۔ اور اپنے کرایہ کی رقم بیاج سمیت لے جانا۔

شوکت ۔ یہ اتنا بے دھڑک ہو کر کیوں باتیں کر رہا ہے۔ کوئی سہارا دینے والا تو نہیں مل گیا۔ میں صبح اور شام کچھ نہیں جانتا۔ ابھی کے ابھی سامنے روپے لا کر رکھ دو۔ ورنہ ایک تنکا بھی نہ چھوڑوں گا۔ مسٹر سیف کیا کھڑے سوچ رہے ہیں۔ میں کتنی مرتبہ تمہیں تمہارا فرض یاد دلاؤں۔

تحسین ۔ دیکھنا کون ہاتھ لگاتا ہے۔ سنبھالنا بچے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ لینے

ہو اور ناک دے کر جانا پڑے۔

رشیدہ ۔ نہیں سکینہ سرکاری آدمی کے ساتھ جھگڑا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ایک وفادار کی حیثیت سے ہمیں اپنے بادشاہ کے قاعدے اور قانون کی عزت کرنا چاہئے ۔

شوکت ۔ رشیدہ ابھی سمجھ جا۔

رشیدہ ۔ میں خوب سمجھ چکی ہوں ۔

شوکت ۔ کیا

رشیدہ ۔ یہی کہ تو ایک نجس شیطان ہے ۔ اور شیطان سے جو نیکی کی امید رکھے ۔ وہ نادان ہے ۔

فضل ۔ بیٹا دوڑی ہوئی جا ۔ اور یہ اشرفیاں اپنی امّی کو جا کر دیدے ۔

بالو ۔ امّی کا ہے کو روتی ہو ۔ مت رو ۔ یہ دیکھو ایک فرشتہ یہ اشرفیاں دے گیا ہے ۔

سکینہ ۔ ہاہا ۔ تمہیں بھی وہ فرشتہ مل گیا ۔ ارے واہ رے میرے فرشتے یار ۔ تو بھی خوب موقعہ پہنچتا ہے ۔

رشیدہ ۔ بیٹا اشرفیاں کس نے دیں ۔ ؟

بالو ۔ کہا نا ایک فرشتے نے

سکینہ ۔ ہاں ہاں وہی فرشتہ نا جو دو ٹانگوں پر چلتا ہے ۔

رشیدہ ۔ اس نے اشرفیاں دینے کے بعد کیا کہا ؟

بالو ۔ اس کے بعد کہا ۔ کہ اپنی امّی سے بولو ۔ یہ اشرفیاں بابوجی کو دے دو

سکینہ ۔ ارے شیطان ادھر چھپا بیٹھا ہے دفعان

رشیدہ ۔ خدا خدا ۔ تو بھی غریبوں کا مددگار ہے ۔

تحسین ۔ اب آئیے ۔ اب کس بات کا انتظار ہے ۔ چل نکل

شوکت ۔ میری تک سیٹک نکلا ۔ کسی بدمعاش نے بنی ہوئی بازی بگاڑ دی ۔

تحسین ۔ اب جاتا ہے ۔ یا اور راستہ نکالوں ۔ ادھوری استر کا جوتہ سنبھالوں ۔ (تحسین کا سب کو مار کر نکالنا)

باب تیسرا　　پردہ پہلا　　راستہ

(افضل کا بھیس بدلے ہوئے آنا)

افضل ۔ خونخوار شیر گرجدار آواز سے خونی ہاتھی چنگاڑ سے زہریلا سانپ مہیب پھنکار سے موذی ریچھ ڈراؤنی چیخ و پکار سے پہچان لیا جاتا ہے ۔ مگر انسان جو ہر وقت شیخی کی ڈینگ مارتا ہے ۔ اور اپنے آپ کو بہتر اور برتر جانتا ہے + اور حیوانوں کی طرح کے الزام سے بدنام کرتا ہے حیوان چوری نہیں کرتا ہے جھوٹ نہیں بولتا ہے ۔ ڈاکہ نہیں مارتا ہے کِسی کی عزت و حرمت پر حملہ نہیں کرتا ہے ۔ اور انسان بہ جز و غلط مخلوط انسان تو اپنے بتوں سے فائدے کیلئے یہ سب کچھ کر گزرتا ہے ۔ جب تیری اخلاقی حالت اس قدر کمزور ہے ۔ تو پھر تیرے اشرف اور برتر ہونے کی کونسی دلیل ہے ۔ آہ یہ ریا ۔ سی کاری کے پتلے جنہیں میں بیوقوفی سے اپنا دوست جانتا تھا ۔ اور مجھے یقین تھا ۔ کہ میرے بعد میرے پیاروں کے ساتھ سلوک سے پیش آئینگے اور ان کی مصیبتوں کو بچانے کے لئے اٹل دیواریں بن جائینگے ۔ مگر افسوس جب میں اس خیال کو دل میں لیئے واپس آیا ۔ تو کیا دیکھا ۔ کہ انہیں دوستوں

کی شرارت اور تکلیف دہی سے ایک دوست کا گھر جل رہا ہے۔ اور اس میں سے
ایک بیکس عورت اور معصوم بچی کے سلگتے ہوئے دل کا دھواں نکل رہا ہے۔
(اے ہوا جا اور ان بدمعاشوں سے کہدے۔ کہ افضل غصہ جوش اور انتقام
کے ہتھیاروں سے مسلح ہو رہا ہے۔ اپنی زندگیاں بچاؤ۔ اپنے گناہوں کو
چھپاؤ۔ اپنی چالاکیوں کو اپنی مدد کیلئے بلاؤ۔ میں تمہاری ناپاک ہستی
کی بنیادیں ہلا دوں گا۔ میں تمہارے اطمینان کے قلعہ کی اینٹ سے اینٹ
بجادوں گا۔ میں آندھی بن کر آیا ہوں۔ سیلاب بن کر پھیلونگا۔ اور برق
بن کر تمہاری بدمعاشیوں کو جلا کر خاک کر دونگا۔ اپنے منہ میں خود نہیں کہہ
سکتا کہ میں تم کو کیا سزا دونگا ؎

کرتے ہیں شور ارض و سما انتقام لے — غل کر رہی ہیں آپ و ہوا انتقام لے
رگ رگ سے آرہی ہے صدا انتقام لے — چلا رہی ہے روح کجا انتقام لے
ہاں آؤ آؤ بڑھ کو ہر سر سے ہوئے — رونگٹے کھڑے ہیں جسم پر جھنجلاتے ہوئے)

گانا۔ بنو۔ پاسے جتنے ڈارے بچہ الٹے پڑے ڈوب مرو چلو بھر پانی میں تو جا کے

اسد۔ ناس ہمارا مت چھپاؤ

بنو۔ منہ کالا کر گدھے چڑھاؤ۔ واہ واہ واہ۔ ایسوں کے ہاتھ ٹھنڈے ہوگئے بیٹا
ٹھنڈے ہوگئے بیٹا ٹھنڈے۔ **اسد**۔ چھیڑو نہ مجھکو یہاں سے جاؤ جاؤ جاؤ
دیکھیں ہیں کتنے تیرے جیسے **بنو**۔ پاسے جتنے ڈارے

شوکت۔ یہ کیا ہوا؟

انور۔ ہوا کیا۔ جیتی ہوئی بازی ہر گئی۔

بنو۔ اب آنکھ کھلی۔ تو پنجشاخہ ہاتھ میں لئے ہوئے پوچھتے پھرتے ہو۔ کہ
برات کدھر گئی؟

شوکت۔ اب کیا کروں۔؟

انور ۔ میں تو کب سے اس فکر کے دریا میں سر نیچے اور ٹانگیں اوپر کئے ہوئے غوطے کھا رہا ہوں ۔ کہ یہ پرائے پھٹے میں پاؤں ڈالنے والا اگلے جنم کا کینہ اس جنم میں نکالنے والا ۔ آخر تھا تو کون ؟
شوکت ۔ کوئی بھی ہو ۔ مگر تھا یقیناً بڑا ہی پاجی ۔
ننّو ۔ بے شک ۔ پاجی نہ ہوتا ۔ تو ہم جیسے شریفوں کے منہ ہی کیوں لگتا ۔
شوکت ۔ بس اب تو جی میں آتا ہے ۔ کہ اس خبیث کو ڈھونڈوں ۔ اور دھنک کے دھر دوں ۔ یا ٹرامنو سے کے نیچے لمبا لمبا لیٹ کر اپنا خاتمہ کر دوں ۔
ننّو ۔ دوست اگر تم مر گئے ۔ تو میں تمام دنیا والوں کی طرف سے آپ کا شکریہ ادا کروں گا ۔
انور ۔ وہ کیوں ۔
ننّو ۔ یوں کہ آجکل کنک مہنگی ہو رہی ہے ۔ اگر ایک آدمی کم نہ ہوا ۔ تو کچھ تو اناج سستا ہو جائے گا ۔
شوکت ۔ دوست تم مذاق سمجھتے ہو ۔ مگر میں اپنی عزت اور تمہاری شرافت کی قسم کھا کر کہتا ہوں ۔ کہ میں اس کی تلاش میں شہر شہر گلی گلی سر پھوڑوں گا ۔ مگر چھاتی پر چڑھ کر ڈیڑھ چلو خون پئے بغیر اسے کبھی نہ چھوڑوں گا ۔
ننّو ۔ ابے یہ کیا کرتا ہے ؟
شوکت ۔ آہاہا ۔ دوست معاف کرنا مجھے یہ معلوم ہوا ۔ کہ اس وقت میرے سامنے دوست نہیں بلکہ دشمن کھڑا ہوا ہے ۔
ننّو ۔ یہی حالت ہے ۔ جب تو تمہیں اکثر اپنے باپ کی جگہ گدھا نظر آتا ہو گا ۔
دوست شوکت ۔ اور جو جی چاہے بکو ۔ مگر خون دون کا نام نہ لو ۔ اگر کسی پولیس والے نے سن لیا ۔ تو ابھی کوتوالی میں دھر گھسیٹے گا ۔ اور

حالات میں بند کر کے گرگٹ کی مار پڑے گا۔

شوکت۔ اس سے بےفکر رہو۔ نوکری گئی تو کیا ہوا لیکن اب بھی میرے ایک اشارے سے ہوا کا رخ بدلتا ہے۔ ڈھائی گھڑی کی بادشاہت جاتی رہی تو کیا لگ حیثیت اور پبلک میں اسی طرح میرا سکہ چلتا ہے۔

انور۔ اجی بندہ پرور اپنی حکومت کے قلعے کے ٹوٹے پھوٹے کھنڈرات میں بیٹھ کر یہ رعب اور حکومت کی مثال آندھی کے جھونکے جیسی ہے۔ جب تک اس کا جوش اور زور قائم ہے تب تک بڑے بڑے طاقتور درخت اس کے سامنے سر جھکانے کے لئے مجبور ہو جاتے ہیں لیکن جہاں اس کی طاقت ختم ہوئی۔ تو پھر ادنٰے سے ادنٰی تنکے بھی اسے خاطر میں نہیں لاتے ہیں۔

بنو۔ میرے مطلب یہ ہے کہ پولیس کے ڈنڈے اور وردی کے ساتھ رعب اور اثر بھی اپنی ٹوپی لنگوٹی سنبھالتے ہوئے چلتے ہو چکے۔ اب اگر کسی کے ساتھ ذرا بھی چین چپڑ کی۔ تو فوراً گھر بسانا ہوگا۔ اور اپنی بیوقوفی سے زیادہ آگے بڑھ گئے۔ تو سیدھے کالے پانی جانا ہوگا۔

انور۔ تو کیا ہوا۔ لوگ آب و ہوا بدلنے کے لئے کوہ مری اور شملہ جاتے ہیں یہ سمجھیں گے کہ ہم دانہ پانی بدلنے کے لئے کالے پانی آ گئے۔

بنو۔ خیر جس طرح اس دنیا میں ہمارا جسم اور روح جہنم رسید ہونگے۔ اسی طرح اس دنیا میں ہمارے روح کہیں جہنم واصل ہو چکیں۔ اب یہ بتاؤ کہ آئندہ عاقبت کے لئے کون کون سی نیکیاں جمع کرنا چاہتے ہو۔

شوکت۔ تم میرا آئندہ کے لئے ارادہ دریافت کرتے ہو۔

انور۔ ہاں بھائی کانگریس اور کانفرنس کی طرح ہماری پارٹی جماعت کا بھی تو کوئی پروگرام ہونا چاہیئے۔

شوکت۔ ایک جواری جو جوئے میں اپنا سب کچھ ہار گیا ہو۔ اس کا کیا ارادہ ہو سکتا ہے ایک بھوکا شیر جس کا نگلا ہوا شکار اس کی آنتوں سے نکال لیا گیا ہو اسکا کیا ارادہ ہو سکتا ہے

ننھو۔ عجب آدمی ہو۔ بات بات پہ گرگٹوں کی طرح رنگ بدلتے ہو۔ مگر صاف صاف منہ سے کچھ نہیں اُگلتے ہو۔

شوکت۔ صاف یہ کہ میں نے رشیدہ کے ساتھ جو جنگ چھیڑی ہے اُسے کامل فتح یا کامل شکست پانے تک پوری طاقت کے ساتھ جاری رکھنا چاہتا ہوں۔ میرا ارادہ ہے۔ کہ رات کے وقت رشیدہ کے گھر میں داخل ہو کر اسے تم دونوں دوستوں کی مدد سے اپنے خفیہ تہ خانے میں اٹھا لاؤں۔ پہلے قید اور آخر میں قتل کی دھمکی دیکر اس کی پارسائی اور غرور کو نیچا دکھاؤں

انور۔ ستم راستے کی ٹھوکروں اور گڑھوں سے بے پرواہ ہو کر ایک سے دوسرے اور دوسرے سے تیسرے گناہ کی طرف چھلانگیں بھرتے جا رہے ہو اگر اب بھی تم حد کے اندر نہ رہے۔ تو میں پیشینگوئی کرتا ہوں۔ کہ عنقریب کسی ناگہانی مصیبت کے ساتھ ٹکرا کر اپنا ہاتھ منہ توڑ لوگے۔ اور اپنے ساتھ ہمارا بیڑا بھی ڈبا کر چھوڑ دو گے۔

شوکت۔ تمہارا کیا مطلب ہے۔

انور۔ میرا یہ مطلب ہے۔ کہ اگر رشیدہ کے بارے میں آئندہ کوئی کارروائی کی۔ تو میں تمہارا شریک نہیں۔

ننھو۔ نہیں یار۔ برادری کا ساتھ چھوڑنا ٹھیک نہیں۔ دیکھ بھائی جو لوگ چار چھ مہینے کی سزا پا کر جیل میں جاتے ہیں۔ اُن کا لمبی سزا والے قیدی مذاق اُڑاتے ہیں اسلئیے اگر جہنم کے ممبروں میں اپنی ناک دو بالشت اونچی رکھنی چاہتے ہو۔ تو دُنیا سے اتنے گناہ کر کے تو جاؤ کہ پہنچتے ہی ہیڈ آفیسر کی جگہ تو پاؤ۔

شوکت۔ دوست ننھو۔ کہیں دوست دوست کی اڑی میں کبھی بچاتا ہے۔ ارے یہ تو جس طرح جوان عورت بوڑھے شوہر سے نخرے کرتی ہے۔ اسی طرح اپنے پرانے دوستوں سے نہیں کہکر ناز اٹھوانا چاہتا ہے۔

ننھو۔ دوست انور ہاتھ بڑھاؤ جس طرح سلیپر سے سلیپر بجتی ہے۔ اسی طرح میں بھی تمہارے ہاتھ سے وعدے کا ہاتھ ملاتا ہوں۔

انور۔ لیکن میں صاف لفظوں میں بلند آواز سے کہے دیتا ہوں کہ میں اس ارادے میں تمہارا شریک نہیں ہونا چاہتا ہوں۔
شوکت۔ خیر جب وقت آئیگا۔ تو دیکھا جائیگا۔ اچھا مسٹر ننھو۔ آج شام کو آپکی تشریف کا ٹوکرا کس چوراہے پہ ملے گا؟
ننھو۔ بھوت کا ٹھکانہ پیپل۔ ملوں گا کہاں۔ اپنے مکان میں یا شراب کی دکان میں۔
شوکت۔ اور میرے فرشتہ خصلت دوست آپکی کہاں زیارت ہوگی؟
انور۔ میں ٹھیک پتہ نہیں دے سکتا۔
شوکت۔ اچھا میں تلاش کرونگا۔ لیجئے تسلیم!
انور۔ تسلیم۔
شوکت۔ اور آپ کو بھی۔
ننھو۔ کیا؟
شوکت۔ آداب۔
ننھو۔ بہت اچھا یہ لیجئے۔
شوکت۔ ایسے ہی ہیں یہ کیا۔
ننھو۔ تم نے کہا تا کہ آ۔داب۔ تو میں نے آ کر دیا۔
(افضل کا بھکاری کے لباس میں آنا)
افضل۔ آ۔آ۔آ۔
ننھو۔ سنبھالنا بھائی یہ کیا بلا آئی۔
افضل۔ آ۔آ۔آ۔

افضل۔ آ۔آ۔آ۔آ۔آ۔

شوکت۔ کہتا ہے کہ میں بھوکا ہوں۔

ننھو۔ بھوکا ہے تو کسی نانبائی کی دوکان پر چھاپا مارے۔ ہم جیسے فاقہ مست تو خود دوسروں کے مال پر دانت لگائے رہتے ہیں۔ دوست اس راستے سے یہ منحوس آیا ہے ادھر سے جانا ٹھیک نہیں۔ یوں چلو۔

افضل۔ آ۔آ۔آ۔

شوکت۔ ابے ہٹ۔ راستے میں تار کے کھمبے کی طرح کیوں آ کر کھڑا ہو گیا۔

افضل۔ آ۔آ۔آ۔

ننھو۔ درست سنبھالنا۔ کہیں گونگے کے بھیس میں کوئی خفیہ پولیس کا آدمی (نہ ہو)

شوکت۔ یار لائے تو بڑی دور کی کوڑی۔ ٹھیر دگونگا ہے تو ابھی معلوم ہو جائیگا۔ (خیال فیر کرنا) اوں ہوں ہوں ٹھوس بالکل ٹھوس۔

(کچھ جواب نہ پاکر)

انور۔ غریب کان اور زبان دونوں سے محروم ہے۔ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے کیا دیکھ رہے ہو۔

ننھو۔ میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ یہ گونگا اتنی فاقہ مستی پر پھولا کتنا ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا کسی نے سائیکل کا پمپ لگا کر ہوا بھر دی ہے۔

شوکت۔ یار ننھو۔ ہم کو اس خفیہ تہ خانے کو صاف رکھنے اور ادھر کا کام کاج کرنے کے لئے ایک آدمی کی سخت ضرورت ہے۔ اتفاق سے یہ گونگا بہرہ جو نہ کسی کی سن سکے اور نہ کسی سے کچھ کہہ سکے مل گیا ہے۔ اگر رائے ہو۔ تو روٹی کپڑے پر نوکر رکھ لو۔ اس سے اپنا کام بھی نکلوائیں گے اور ایک غریب کی مدد کرنے کا خدا کی طرف سے ثواب بھی پائینگے۔

بنو۔ تجویز تو اتفاق کے قابل ہے مگر مجھے اس کی انجن جیسی آنکھیں دیکھ کر خوف معلوم ہوتا ہے۔

انور۔ چونکہ تم خود چھوٹے ہو۔ اور دنیا کو بھی چھوٹا سمجھتے ہو۔ ابے اسے ذکری کریگا۔

افضل۔ آ۔ آ۔ آ۔

انور۔ ابے ذکری کریگا؟

افضل۔ آ۔ آ۔ آ۔

شوکت۔ ابے تجھے اس آ کے سوا اور کوئی راگنی بھی آتی ہے۔ ابے ڈھگمبر ناتھ ذکری کریگا؟

افضل۔ آ۔ آ۔ آ۔

انور۔ لاحول ولا قوت۔ کم بخت نے کان کے پردے پھاڑ دیئے۔ ابے نوکری نوکری کریگا۔

افضل۔ آ۔ آ۔ آ۔

انور۔ بہت بہتر ہے کی۔ اب پتھر میں جونک لگی۔ سمجھا تو سہی۔

شوکت۔ تو بھائی بنو ہے چلو۔ یہ ٹھیک ہو گیا۔

بنو۔ لے چلو۔ اگر ٹھیک ہو گیا۔ تو اس کی مہربانی۔ ورنہ ایک دن ہم سب کو ٹھیک ہی کر دیگا۔ (سب کا جانا)

باب تیسرا سین دوسرا غار

افضل

کرے منت کشِ جلوہ فردہ نظر کب تک بھیگا رہے گا گوشۂ صبح و دامانِ قمر کب تک

افق پر تا صدائے نور ہے گا جلوہ گر کب تک تباہ سے غم کی رات آئے گی [illegible] سحر کب تک

تونے ہی تو سکھ گرمی کی ہے پیدا دیکھ انگو نہیں پڑی جو دامنِ مہتاب کی تیغ پہ پھولوں پر

خداوندا جس طرح دنیا کے سہارے [illegible] ہو گئے [illegible]

قبر میں آکر جگہ لیتے ہیں۔ اور اعمال کی سزا [illegible] کے لئے نفرت کی [illegible]

دوزخ میں دھکیل دیتے ہیں۔ اسی طرح تجھ سے طاقت پاکر میں نے بھی ان
بدمعاش مجرموں کا پتہ لگا کر اس تاریک غار میں گھیر لیا ہے۔ قریب ہے
وہ زمانہ جب میں انہیں گردن سے پکڑ کر ٹھوکریں مارتا اور ان کے ذلیل مُنہ پر
تھوکتا ہوا جیل خانہ کے جہنم میں لے جاؤں گا۔ اور پھر اپنے معصوم فرشتے کو
تیرے آسمان کے نیچے زمین والوں کے سامنے اپنے سینہ سے لگاؤں گا۔ اور اُن
کے ساتھ مل کر اپنی رُوح کی زبان سے تیری حمد گاؤں گا ؎

انہیں چالاکیوں پر اور بھروسہ مجکو تجھ پر ہے
یہ قدموں میں میرے ہونگے جو تیرا ہاتھ سر پر ہے

(الوز آتا ہے)

الوز ۔ میں نے بہت سی سیاہ راتیں دیکھی ہیں۔ اور ان کی تاریکی میں بڑے بڑے
ہولناک جرم ان خاموش دیواروں کے اندر ہوتے ہوئے نظر آئے ہیں۔ مگر
میری آنکھوں میں دہشت کے آثار میرے بدن میں خوف کا لرزہ اور میرے
دل میں اُس کی جڑوں کو ہلا دینے والا اندیشہ کبھی پیدا ہُوا ہی نہیں۔
لیکن آج ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رات اپنی خاموش زبان سے کہہ رہی ہے
کہ کل ایک خوفناک صُبح آنے والی ہے۔ اور ہر ایک سیہ کاری و بدکاری جو اس
جگہ کی گئی۔ اور چھپائی گئی ہے آفتاب کی پہلی کرن کے ساتھ دُنیا پر ظاہر
ہو جانیوالی ہے ؎

وُہ اُن کے جرم آ گھیر لیں گے روسیاہ ہو کر   اُگل دیگا یہ گھر رکھتا ہے دل میں جن [illegible]

یہاں کا ذرہ ذرہ معصیت کا راز کھولے گا
خدا آواز دیگا اور گناہ سر چڑھ کے بولیگا

(نقل) [illegible]
[illegible]

گناہوں سے بھرے دل کو کبھی راحت نہیں ملتی
وہاں ٹھنڈک کہاں سے ہو لگی ہو آگ جس گھر میں

انور۔ تم اکیلے ہو۔

افضل۔ انتقام کا خیال اور تمہارے گناہوں کے ثبوت کی فکر دو میرے ساتھ ہیں

انور۔ میرے اور تیرے سوا کوئی اور بھی یہاں ہے؟

افضل۔ وہ تمام جرم جو تم نے اس چار دیواری کے اندر کئے ہیں۔

انور۔ کوئی آیا تھا؟

افضل۔ (اشارے سے) نہیں۔

انور۔ کوئی نہیں آیا تھا۔ تو پھر روشنی کیوں رکھی ہے؟

افضل۔ (اشارے سے) تاکہ عذاب کے فرشتے تمہارے گناہ آسانی سے دیکھ سکیں۔

انور۔ کھانا کھا چکا؟

افضل۔ (اشارے سے) مگر روح انتقام کی بھوکی ہے۔

انور۔ آج یہ گنگا بھی کچھ اُداس معلوم دیتا ہے ہیں یہ کون شوکت اور کسے اُٹھائے ہوئے لا رہا ہے۔ اوہ یہ تو رشید ہے

آخر کچھ انتہا ہے کب تک جفا کرے گا
اتنا تو کر چکا ہے اب اور کیا کرے گا

افضل۔ (اشارے سے) میرے خدا یہ میں کیا دیکھتا ہوں نیکی بدی کے ہاتھ میں فرشتہ شیطان کے قبضے میں بہشت دوزخ کے قابو میں۔ اور تو۔ ہاں تو اسکی فکر کر ورنہ اپنا غصہ پوری طاقت سے اُتار دونگا۔ اس تیرے بنائے ہوئے مٹی کے پتلے کو جس میں شیطان نے اپنی روح ڈال دی ہے۔ توڑ پھوڑ کر اس زمین پر دے مار دونگا

کر رہی ہے ستم بخت کی فریاد آنکھیں
ساتھ آنسو کے نہ بہہ جائیں یہ ناشاد آنکھیں
نہ اندھی ہیں نہ پتھر ہیں نہ فولاد آنکھیں
دیکھ سکتی نہیں نظارہ بیداد آنکھیں
بوجھ دنیا کا ہے یہ ہستی ناپاک اسکی
ٹھوکروں سے نہ اُڑاؤں کہیں میں خاک اسکی

انور۔ شوکت یہ کیا ہے؟ یہ کون؟ تم کیا کرنا چاہتے ہو؟

شوکت۔ کون ہے یہ تیری آنکھیں بتائیں گی۔ اور میں کیا کرنا چاہتا ہوں۔ یہ اس کے ہوش میں آنے کے بعد معلوم ہوگا۔

انور۔ اسے کس نیت سے لائے ہو؟

شوکت۔ اس نیت سے کہ ایک مرد کا ارادہ ایک عورت کی ضد پر فتحیاب ہو۔ تن کا پیاسا عشق حسن کے چشمے سے سیراب ہو۔

انور۔ مگر یہ بات کیونکر حاصل ہوگی؟

شوکت۔ خوشامد سے وعدوں سے قسموں سے۔ انکساری سے۔ نازبرداری سے اظہار محبت و وفاداری سے اور سب کے اخیر میں جبر و جفاکاری سے ؎

میں بلا ہوں اور بلا اب سر سے ٹلنے کی نہیں
میرے آگے ایک بھی اب اسکی چلنے کی نہیں
جیسے ہو جس طرح ہو اپنی بناؤں گا اسے
پیار کرنا میں زبردستی سکھاؤں گا اسے

انور۔ دنیا میں ہر چیز جبر و سختی سے حاصل ہوسکتی ہے۔ مگر عورت کا دل اور پیار یہ دو چیزیں ایسی ہیں جن پر کوئی شخص زبردستی قبضہ نہیں کرسکتا ؎

نفرت بڑھے گی اس کی اور ان برائیوں سے
ہے جیتنا جو اس کو جیتو بھلائیوں سے
ان دھمکیوں سے اسکی ہمت نہ پست ہوگی
اس جنگ میں یقیناً تم کو شکست ہوگی

شوکت۔ ایسا کبھی نہیں ہوگا۔

انور۔ ایسا ضرور ہوگا۔

شوکت۔ اچھا دیکھوں تو سہی کہ کاجل کی کوٹھڑی میں آکر کس طرح پاک صاف نکل جا سکتی ہے

انور۔ میرا دل اندر سے کہتا ہے کہ تیری ناپاک ہوس اسکی پاکدامنی کو ہاتھ بھی نہیں لگا سکتی ہے۔

شوکت ۔ مگر تجھے میرے ارادے میں روکنے والا کون ہے؟

انور ۔ میرا سمجھانا

شوکت ۔ میں تیری سننا نہیں چاہتا ۔

انور ۔ انسانیت کا خیال

شوکت ۔ اس کو میں فضول سمجھتا ہوں ۔

انور ۔ اس کی آہ و زاری

شوکت ۔ وہ مجھ پر اثر نہیں کر سکتی ۔

انور ۔ دنیا کی شرم

شوکت ۔ اس میں پرواہ نہیں کرتا

انور ۔ خدا کا خوف ۔

شوکت ۔ اس کا میں اندیشہ نہیں رکھتا ۔

انور ۔ گرفتاری کا ڈر

شوکت ۔ اس کا انتظام کر چکا ہوں ۔

انور ۔ دیکھ اس کا انجام اچھا نہیں ہے ۔

شوکت ۔ تم سے زیادہ سمجھتا ہوں کچھ بچہ نہیں ہے ۔

انور ۔ میں پھر کہتا ہوں کہ پچھتائے گا ۔

شوکت ۔ تو میرے ساتھ میری قبر میں بھی آئیگا ؎

سونا نہیں ہے تجھکو تو کچھ میری گور میں

جا نیند سے جا رہا ہوں جدھر اپنے زور میں

ڈر ہے اگر تو مجھکو ہے روز سیاہ کا

دینا تو ہوگا مجھ کو خدا کو جواب اس گناہ کا

انور ۔ شوکت کیا تو دیوانہ ہو گیا ہے ۔

شوکت۔ کیا تجھے یہ بات آج معلوم ہوئی ہے۔ اس نے افضل کے ساتھ شادی
کبھی نہیں کی تھی۔ اس وقت سے میں اس کا دیوانہ ہو رہا ہوں۔
انور۔ تم جو کرنا چاہتے ہو۔ وہ شریفوں کا کام نہیں ہے۔
شوکت۔ میں دیوانہ ہوں۔ اور دیوانے کا فعل قابل الزام نہیں ہے۔

نیک و بد کیا جانے وہ جو عقل سے بیگانہ ہے
بحث دیوانوں سے جو کرتا ہے خود دیوانہ ہے

انور۔ شوکت میری سن۔ اگرچہ میں خود برا ہوں۔ اور رات دن برائیوں میں
رہتا ہوں۔ مگر اس وقت تیرے بھلے کی کہتا ہوں ؎

انسانی بلبلے کو جو عمر قلیل دی ہے
مغرور مت ہو اسنے دوری جو ڈھیل دی ہے
کڑوا جو بیج بوگا کڑوا ہی پھل ملے گا۔
کرتا ہے آج جیسا ویسا ہی کل ملے گا

شوکت ؎ پاکے موقع چوکنا پاگل پنے کی بات ہے
آج اپنے ہاتھ میں ہے کل کی کل کے ساتھ ہے
کان بہرے ہوگئے بس ختم وعظ و پند کر
دیکھ سکتا ہو۔ تو دیکھ ورنہ آنکھیں بند کر

انور۔ خیر سرام تو جانے اور تیرا کام ؎

اتنا سمجھانے پر اثر نہ ہوا   ایک پتھر ہوا بشر نہ ہوا
خاک چھاننے گا خاک چاٹیگا   جیسا بوتا ہے ویسا کاٹیگا

افضل۔ (ظاہر ہو کر) رحم دل شخص مجھے تم سے کچھ کہنا ہے
انور۔ یہ کون بولا تو
افضل۔ ہاں۔

انور۔ تو بات کر سکتا ہے؟

افضل۔ آہستہ۔

انور۔ تو گونگا نہیں ہے۔

افضل۔ چپ

انور۔ کیا تو ہمارا بھید لینے کے لیے گونگا بنکر نوکر ہوا تھا

افضل۔ ہاں

انور۔ میرے خدا آج اس ناپاک جگہ میں داخل ہوتے ہی میرے دل نے جو پیشنگوئی کی تھی۔ آہ وہ سچ نکلی۔

افضل۔ میرے بھائی میں نے تمہارے سارے گناہ معاف کر دیئے۔ خدا کیلئے اسے بچاؤ۔ اسپر نہیں تو اس کی عزت آبرو پر رحم کھاؤ۔

انور۔ مگر تجھے اس کے ساتھ کیوں ہمدردی ہے۔

افضل۔ اندر چلو میں سب سمجھاتا ہوں۔

(جانا)

رشیدہ۔ پناہ تیری کیسا ڈراونا بھیانک خواب تھا ؎

دم گھٹ چلا تھا پنجۂ بیداد جبر میں

گویا کہ دفن تھی میں مصیبت کی قبر میں

دیتا رہا دماغ کو کیا کیا عذاب خواب

اللہ پھر دکھائے نہ ایسا خراب خواب

شوکت۔ رشیدہ اٹھو ؎

دفتر اوراق غم محتاج ہے تفسیر کا

خواب پورا ہو چکا اب وقت ہے تعبیر کا

رشیدہ۔ یا خدا یہ تو سچ مچ عالم بیداری ہے۔ میرے سامنے وہی مجسم سیاہ کاری ہے۔ الٰہی کس کو پکاروں میں بینوائی میں۔

چیر جائے جو جگر میں وہ چھری ہوتی ہے
خوف کر آہ غریبوں کی بری ہوتی ہے

شوکت ۔ اگر تو یہ چاہتی ہے ۔ کہ یہ تیری آہ و فریاد پر توجہ کرے ۔ اور ترس کھائے تو تجھے بھی اس کی محبت ظاہر کرنیوالی آواز پر کان دینا اور ترس کھانا چاہیئے ۔

جسطرح تو ہے نوحہ گر یہ بھی ہوئی چشم تر ۔ تو چاہتی ہے رحم گر تو اور پر بھی رحم کر
یہ تیری دکھ کو کم کرے تو اسکے غم کا خاتمہ دے ۔ دنیا کا سودا نقد ہی اس ہاتھ لے اس ہاتھ دے ۔

رشیدہ ۔ پانی سے نرمی ۔ آگ سے گرمی سورج سے حرارت ۔ بہشت سے راحت فرشتوں سے بھلائی آسمان سے اونچائی ستاروں سے درخشانی ۔ اجرام سماوی سے گردش زمانی دور ہو سکتی ہے ۔ تو تیری یہ خواہش بھی پوری ضرور ہو سکتی ہے ۔

شوکت ۔ مگر یہ ہونا ممکن ہے ۔

رشیدہ ۔ کیوں ۔

شوکت ۔ کیونکہ قدرت میرے ہمارے لئے اپنا انتظام نہیں بدل سکتی ۔

رشیدہ ۔ تو جو عورت سچی اور شریف ہے ۔ وہ بھی اپنی جگہ سے نہیں ٹل سکتی ۔

شوکت ۔ میری محبت کی قیمت سمجھ ۔ اپنے حسن اور خوبصورتی کی قدر کر ۔

رشیدہ ۔ تو کیا تو مجھے اسلئے چاہتا ہے کہ میں خوبصورت ہوں ۔

شوکت ۔ ہاں خوبصورت ۔ اور دنیا کی ہر ایک حسین چیز سے خوبصورت ۔

رشیدہ ۔ تب تو تو اور تیرا عاشق دونو جھوٹے ہیں ۔ اگر ان آنکھوں کو خوبصورت سمجھتا ہے ۔ تو ان سے زیادہ ہرن کی آنکھیں زیادہ خوبصورت ہیں ۔ اگر ان گالوں کو خوبصورت سمجھتا ہے ۔ تو ان سے زیادہ پھول خوبصورت ہیں ۔ اگر ان ہونٹوں کو خوبصورت سمجھتا ہے ۔ تو ان سے زیادہ گلاب کی پنکھڑیاں

خوبصورت ہیں۔ اگر تیرے گورے چہرے کو خوبصورت سمجھتا ہے ۔ تو اس سے
زیادہ چاند خوبصورت ہے ؎

جان دے قربان ہو روح اور دل سے پیار کر
جا اور ان کے ساتھ اپنے عشق کا اظہار کر

شوکت ۔ مجھے بتا کہ تو مجھ سے کیوں نفرت کرتی ہے ؟

رشیدہ ۔ مجھے بتا کہ میں تیری کس چیز کے لئے عزت کروں ۔

شوکت ۔ مجھ میں کیا کمی ہے ۔ کہیں دولتمند نہیں ہوں ۔ معزز نہیں ہوں ۔
جوانمرد نہیں ہوں ۔ سینکڑوں بلکہ ہزاروں میں فرد نہیں ہوں ۔

رشیدہ ۔ تم دولتمند ۔ معزز ۔ مرد کچھ بھی نہیں ہو ۔ دولتمند ہوتے ۔ تو اپنے
دل کی سخاوت دکھاتے ۔ معزز ہوتے تو دوسروں کی بےعزتی کرنے سے
خوف کھاتے ۔ مرد ہوتے تو بزدلوں کی طرح ایک بیکس عورت کو کبھی نہ
ستاتے ؎ دیکھو تو ایک ہیرا پرکھو تو سنگ ہے
وہ پھول ہے تو جس میں نہ بو ہے نہ رنگ ہے

شوکت ۔ غور کر اور پھر بول ۔ تو ایک شریف آدمی پر حملہ کر رہی ہے ۔

رشیدہ ۔ شریف تو اور شریف ؎

نئی عادت نئی خوبی نئے ارمان پیدا کر ۔ تو اپنی خاک سے اک دوسرا انسان پیدا کر
وہ جوہر گئے جو انہیں پھر سے شان پیدا کر ۔ شریفوں میں جو کھپنا ہو تو انکی شان پیدا کر
شریف انسان وہ ہے جو شریفوں کا چلن سمجھے
پرائی ماں بہن کو خاص اپنی ماں بہن سمجھے

شوکت ۔ اگر انسان ہر ایک عورت کو اپنی ماں بہن سمجھنے لگے ۔ تو خدا نے اس
کے دل میں جو محبت کا درد پیدا کیا ہے ۔ اس کا علاج کس کے پاس تلاش
کرنے جائیگا ۔ کیا زمین کی پریوں کو چھوڑ کر آسمان سے حوروں کو بلائیگا ۔
پوچھ اللہ سے انکو نیت کیوں دی ۔ دل دیا تھا تو بتا دل میں محبت کیوں دی

جو نہ پوری ہو سکے ایسی حسرت کیوں دی جسکا پلانا ہے اک مجرم وہ حسرت کیوں دی

کس نے پیدا کیا یہ طرزِ جفا کس کی ہے

عشق کرنا جو گناہ ہے تو خطا کس کی ہے

رشیدہ ۔ میں ایک سوال پوچھتی ہوں ۔ کہ سپاہی کو قانون اور انتظام کی حفاظت کیلئے جو تلوار ملتی ہے ۔ وہ کس کی طرف سے ملتی ہے

شوکت ۔ بادشاہ کی طرف سے ۔

رشیدہ ۔ لیکن جب وہ اسی تلوار کو قانون کے خلاف کام میں لاتا ہے دشمنوں کے بدلے سلطنت کے دوستوں کے گلے پر چلاتا ہے ۔ تو تلوار چلانے والے سپاہی کے بدلے تلوار بخشنے والے بادشاہ کو کیوں نہیں پھانسی پر چڑھایا جاتا ؟

شوکت ۔ اس لئے کہ خون کرنا سپاہی کا کام ہے ۔ جب بادشاہ نے تلوار دیتے وقت تلوار کو چلانے کا طریقہ اور موقع سمجھا دیا ۔ تو پھر وہ بے الزام ہے ۔

رشیدہ ۔ تو بس جسطرح انصاف کی نظر میں سپاہی مجرم اور بادشاہ بے قصور ہے ۔ اسی طرح عشق کے پاک جذبے کو ناپاک جگہ استعمال کرکے اگر انسان خدا پر الزام لگائے ۔ تو اس کی عقل کا فتور ہے ۔

شوکت ۔ دیکھ میرا دل مت توڑ ۔ میں پھر کہتا ہوں ۔ کہ تجھ سے محبت کرتا ہوں اور محبت کرتا رہوں گا ۔

رشیدہ ۔ تم محبت کرتے رہوگے ؟

شوکت ۔ ہاں

رشیدہ ۔ مگر کب تک ؟

شوکت ۔ جب تک اس سینے میں دل ہے ۔

رشیدہ ۔ مگر دل کب تک ارادے پر قائم رہیگا ۔ ؟

شوکت ۔ جب تک زندگی ہے ۔

رشیدہ ۔ مگر زندگی کب تک سچائی میں بسر ہوگی ۔
شوکت ۔ جب تک خدا کی مرضی ہے ۔
رشیدہ ۔ جب تو اپنی محبت اور وعدوں کو واپس لیو ۔
شوکت ۔ کیوں ؟
رشیدہ ۔ کیونکہ جو شخص دن بھر میں ہزار مرتبہ خدا کی مرضی کے خلاف کام کرنے کو تیار ہے ۔ اسکی محبت اور وعدوں کا کیا اعتبار ہے ؟

نگاہ پلٹاتے دیر کیا ہو جب اسکا خوف و خطر نہیں ہے
غریب بندوں سے کیا ڈریگا جسے خدا کا بھی ڈر نہیں ہے
خدا کے حکموں کو جس نے توڑا وہ ثابت مدام جھوٹا
اس آدمی کے قرار جھوٹے ۔ زبان جھوٹی کلام جھوٹا

شوکت ۔ بس بس ؎

اپنی رسوائی کا ساماں بت مغرور نہ کر خیر اسی میں ہی مجھے جبر پہ مجبور نہ کر
دیکھ جائینگے کہاں تک ستم و جور طرح یوں نہ سمجھیگی تو سمجھاؤنگا اب اور طرح

رشیدہ ۔ تو کیا کریگا ؟
شوکت ۔ میں وہ کرونگا ۔ جو منتا اک اور نمرود نے نہیں کیا ۔
رشیدہ ۔ تو مجھے خداوہ سزا دیگا ۔ جو شداد اور فرعون کو بھی نہیں ملی ؎

کیوں موت کو ہے بھولا کس بات پر ہے پھولا بیداد گر تو کیا ہے اک خاک کا بگولا
یہ شور و شر نہ ہوں گے یہ ولولہ نہ ہوگا اک پھونک میں اجل کی تیرا پتہ نہ ہوگا

شوکت ۔ نہ ہوگا تو نہ سہی ۔ مگر اس وقت تو وہی ہوگا ۔ جو میں چاہتا ہوں ؎

یہ بے پرواہی یہ خود آرائی صرف اک امتحاں تک ہے
ذرا دیکھوں تو میں انکار کی ہمت کہاں تک ہے
تیرے جیسی ہزاروں عورتوں کو میں نے جیتا ہے

میں اپنے وقت کا راون ہوں سمجھی گر تو سیتا ہے

رشیدہ۔ اگر تو مجھے سیتا سمجھتا ہے تو پھر یہ بھی سمجھ لے۔ کہ جس طرح سیتا کے سامنے راون اپنے ارادوں میں ذلیل ہوا۔ اسی طرح تو بھی میرے سامنے اپنی خواہشوں میں ناکامیاب ہوگا۔

شوکت۔ مگر سیتا کو مدد دینے کے لئے رام موجود تھے۔ تجھے کون بچانے آئیگا۔

رشیدہ۔ سیتا کو اُس کے رام نے بچایا تو مجھے میرا رحیم بچائیگا ؎

فناہ ہوجائیگا تو اور جو تیرا ارادہ ہے
کہ طاقت میں میرا زندہ خدا تجھ سے زیادہ ہے

شوکت۔

شیر ہوں۔ بھیڑ نہیں۔ مار ہوں نہیں مور نہیں
اُس سے کمزور سہی تجھ سے تو کمزور نہیں
گھر پہ تاریکی و تنگی میں کم از گور نہیں
کوئی سننے کا تیرا نالۂ پُرشور نہیں
وہ سزائیں دوں شکنجے میں ستم کے کس کر
کہ جہنم بھی پکار اُٹھے کہ شوکت بس کر

رشیدہ۔ رہنے دے رہنے دے یہ دھمکیاں رہنے دے ؎

اِک آن کے ہیں جھگڑے دُنیا ہے آنی جانی
ہم سب ہیں اِک مسافر اور یہ سرائے فانی
کب روکنے سے رُکتی ہے عمر کی روانی
یہ زندگی بشر کی بہتا ہوا ہے پانی
ٹھنڈا نہ جوش ہوگا غیرت بھرے لہو کا
یہ جان چیز کیا ہے صدقہ ہے آبرو کا

شوکت ؎ چھری میں ہے نہ خنجر میں نہ شمشیر میں ہے — جتنی تیزی تیرے لہجے تیری تقریر میں ہے

خیر دیکھ آنکھ سے اب تجھ تیری تقدیر میں ہے زور صیاد کے بازو میں کہ پنجیر میں ہے
وقت بد سر پہ تیرے خانہ خراب آ پہنچا

رشیدہ۔ او خدا!
شوکت۔ ہاں وُہ دیکھ کر اک اور عذاب آ پہنچا۔
رشیدہ۔ میری بچی میری معصوم تو یہاں کیونکر آئی؟
بانو۔ اُنہوں نے کہا کہ تمہاری اُمی بلاتی ہیں۔
رشیدہ۔ دغا باز جلاد و ؎

مجھے جلنے دیا ہوتا اکیلا آتشِ غم میں
اُٹھا لائے ہو کیوں اس بیگناہ کو اس جہنم میں

شوکت۔ بیشک یہ جہنم کے قبضۂ اقتدار میں ہے۔ مگر اس جہنم کو اس کے۔ بہشت بنانا تیرے اختیار میں ہے ؎

زمیں کو دم میں چمن زار آسماں کر دے
جو ایک بار تو اپنی زباں سے ہاں کر دے
درست پھر سے خطِ نوشت ہوتا ہے
ابھی بدل کے یہ دوزخ بہشت ہوتا ہے

رشیدہ ؎ زمین اور آسمان بدلے مکین بدلے مکان بدلے
مگر یہ مجھ سے کبھی نہ ہوگا کہ میری بات اور زبان بدلے
جہاں تک اس جسم ناتواں میں مکیں یہ جانِ حزیں رہیگی
نہیں کہا تھا نہیں کہونگی ہمیشہ لب پر نہیں رہے گی

شوکت۔ اگر تو نے میرا کہنا نہ مانا۔ تو میں تیرے سامنے تیری دُنیا اور تیری کوکھ اجاڑ دُونگا۔ اس کی زندگی کی کتاب کا ایک ایک ورق نوچ کر پھاڑ دُونگا ؎

پیروں پہ تو گری نہ اگر ہاتھ جوڑ کر
رکھ دونگا اس کھلونے کو میں توڑ پھوڑ کر
واقف ابھی نہیں ہے تو میرے جنون سے
نہلاؤں گا تجھے تیری بیٹی کے خون سے

رشیدہ۔ نہیں نہیں یہ انتہا درجے کی بزدلی ہے ظلم کرنا ہے تو مجھ پر کر برائی سے پیش آنا ہے تو میرے ساتھ پیش آ

ایک بچہ پہ ستم تجھکو سزاوار نہیں
میں خطاوار ہوں تیری یہ خطاوار نہیں
انتقام اپنا سیہ بخت سیہ کار سے لے
بدلہ لینا ہے تو تو اپنے گنہگار سے لے

شوکت۔ مگر میں تم دونوں کو سزاوار سمجھتا ہوں۔ چونکہ یہ تیرے پیٹ سے پیدا ہوئی۔ اور تیرے دودھ سے پلی۔ اسلئے اسے بھی تیری سزاؤں کا حصے دار سمجھتا ہوں۔

رشیدہ۔ افسوس! میں تجھے کس طرح اور کس چیز کا واسطہ دے کر سمجھاؤں۔ انسانیت کو تو کوئی شے نہیں گنتا۔ رحم کو تو کوئی چیز نہیں سمجھتا۔ خدا سے تو خوف نہیں کھاتا۔ دنیا کی لعنت ملامت کو تو دھیان میں نہیں لاتا۔

شوکت۔ اگر اس کے لئے میرے دل میں رحم پیدا کرنا چاہتی ہے۔ تو میرے جواب میں ہاں بول۔

رشیدہ۔ ہاں بولونگی ؟

شوکت۔ کب ؟

رشیدہ۔ جب منہ میں زبان نہ ہوگی۔

شوکت۔ تو ایک لمحے کے اندر اس کے جسم میں بھی جان نہ ہوگی۔

رشیدہ۔ بلا سے۔ ہمیشہ ماں بیٹی پر صدقے ہوا کرتی ہے۔ میں آج سمجھونگی
کہ میری بیٹی اپنی ماں کی عزت پر قربان ہو گئی ؎
میری ہر ناز برداری کا بدلہ دیدیا اس نے
پیا تھا دُودھ میرا کر دیا آج حق ادا اس نے

شوکت۔ یہ آخری جواب ہے؟
رشیدہ۔ ہاں!
شوکت۔ یہ آخری فیصلہ ہے؟
رشیدہ۔ ہاں!
شوکت۔ کیا تجھے اپنی اولاد عزیز نہیں؟
رشیدہ۔ اگر شوہر کی عزت اور اپنی آبرو پر آنچ آتی ہو۔ تو اولاد کیا۔ تمام دُنیا
کوئی چیز نہیں ؎
شوکت۔ اگر تجھے یہی قبول ہے۔ تو بحث فضول ہے ؎
دیکھنا لغزش نہ آنے پائے شکر و صبر میں
زندگی کا چاند چھپتا ہے فنا کے ابر میں
بے حیا یہ دیکھ تجھ سے پہلے تیری قبر میں

(آنا انور کا)

انور۔ خبردار بد خصلت بد خصال۔ خدا کی دی ہوئی طاقت کا ایسا ناجائز
استعمال ؎
ترے جیسی جہاں میں بےغیرت کوئی ہستی نظر نہیں آتی
ایک بچے پہ ہاتھ اُٹھاتا ہے تجھے شرم مگر نہیں آتی

شوکت۔ تو پھر آیا۔
انور۔ ہاں۔
شوکت۔ کیوں؟

انور - تاکہ دو مظلوموں کو بچاؤں تیرے ظلم کی چھری تیرے ہاتھ سے چھین کر توڑ ڈالوں۔

شوکت - کیا تو مجھ سے خلاف ہو گیا؟

انور - ہاں وہ آئینہ جو تیری صحبت میں سیاہ پڑ گیا تھا۔ وہ اب توبہ کے آنسوؤں سے صاف ہو گیا۔

شوکت - تو کیا تو ایک شیر کے منہ سے اس کا شکار چھین لینا چاہتا ہے؟

انور - اگر تو شیر ہے تو اسے چھوڑ دے۔

شوکت - کیوں؟

انور - کیونکہ یہ بدقسمتی کا شکار ہے۔ اور شیر دوسرے کا مارا ہوا شکار کبھی نہیں کھاتا ہے۔

شوکت - انور! تیری باتوں سے دغا بازی ٹپک رہی ہے۔ تو دوستی کی دنیا میں سب سے زیادہ مجرم نظر آ رہا ہے۔

انور - اگر دوستی کی دنیا میں دغا کرنا جرم ہے۔ تو سب سے بڑا مجرم تو ہے۔

شوکت - کس طرح؟

انور - اس طرح کہ کنیز اور فضل بھی کبھی تیرے دوست تھے۔ مگر تو نے اس دوستی کا حق یوں ادا کیا۔ کہ ایک کا اپنے پستول سے خون بہایا۔ اور دوسرے پر قتل کا الزام لگا کر اسے وطن سے بے وطن بنایا۔ اور اس کی بیوی بچے کو اس حالت پر پہنچایا۔

رشیدہ - او خدا۔ او خدا۔ او خدا۔ آخر تیرا انصاف اندھیرے میں چھپے ہوئے مجرم کو روشنی میں لایا۔ دودھ کو دودھ اور پانی کو پانی ثابت کر دکھایا ؎

ایک ایک ایذا کی ہے زباں پر ہزار شکر
زندہ ہوں تو کروں گی تیرا بار بار شکر

شوکت - افسوس میں نہیں جانتا تھا کہ تو اتنا بڑا دشمن نکلے گا۔

انور۔ اور مجھے بھی نہیں معلوم تھا۔ کہ تو آگے بڑھکر اتنا بڑا پاپی ثابت ہوگا۔

شوکت۔ دیکھ پچھتائیگا۔

انور۔ جس نے گناہ کیا ہے۔

شوکت۔ ذلیل ہوگا۔

انور۔ جس نے دغا کی ہے۔

شوکت۔ برباد ہوجائیگا۔

انور۔ جس نے خون کیا ہے۔

شوکت۔ خیر ؎
اتنے ستم کئے ہیں تو ملعون اور بھی
دو خون ہو چکے ہیں تو اک خون اور بھی

افضل۔ (گردن پکڑ کر دھکا دیتا ہے) خبردار ؎
طاقت تیری تمام سیہ کار ہو چکی
جور و ستم کی ختم شب تار ہو چکی
کھول آنکھ اب کہ صبح نمودار ہو چکی

شوکت۔ کون گونگا۔ تعجب۔ حیرت۔ تجھے زبان مل گئی؟

افضل۔ ہاں! اور زبان کے ساتھ تجھ پر لعنت کرنے کے لئے ہزاروں لفظ بھی مل گئے۔ بدبخت عورت اٹھ۔ غریب بچی آ ؎
جنہیں اس کا بھروسہ ہے وہ اسکے کام آتا ہے
ہزاروں ہاتھ ہیں جن سے وہ بندوں کو بچاتا ہے

شوکت۔ بدمعاش ٹھیر۔

افضل۔ بس رہیں ؎
ہیں ٹھوکر دل سے زمین کو غبار کر دونگا
قدم بڑھا تو ابھی جاں سے پار کر دونگا

(پولیس کے سپاہیوں کا ظاہر ہو کر شوکت کو گرفتار کرنا)
(سین ختم)

باب تیسرا پردہ تیسرا

وکیل۔ لاحول ولا قوۃ۔ ایک تو دن بھر بیوی سے جِرح کرتے کرتے میرا سر پھر جاتا ہے۔ دوسرے ان خر مغز سے موکلوں کی مقدمہ بازی سے دماغ کوند کام ہو جاتا ہے۔ کورٹ کے مقدموں سے فراغت ملی کہ بیوی کے اجلاس کی نوبت آئی۔ ریشمی ساڑھی لا دو۔ اطلس کا جاکٹ بنا دو۔ ڈاسن کا بوٹ چاہئے۔ انگلش سوٹ چاہئے۔ غرض فرمائشوں کی بوچھاڑ سے بوٹ کے ٹانکوں کی طرح میرے سر کے بال اُکھڑ جاتے ہیں۔ قانون شہادت کی دفعوں کی طرح بی بی کے احکام یاد رکھنے پڑتے ہیں۔ اور خدا نخواستہ کبھی بھول ہو گئی تو دفعہ دوسو تین ۲۰۳ کی رو سے عدم تعمیل کے مجرم قرار دیئے جاتے ہیں۔ او زٹیک۔

زٹیک۔ حاضر ہوا سرکار۔

وکیل۔ احکامات مجاز یہ دفعہ ۴۰۵ کی رُو سے میں تجھے حکم دیتا ہوں کہ ہمارے کھانے کا ٹیبل سجا اور پھر ہماری معزز واجب التعظیم بی بی کو بلا لا۔

زٹیک۔ کیا حضور آپ کی دو بیبیاں ہیں؟

وکیل۔ ہت تیری ایسی تیسی۔ ابے دو بیبیاں کیسی؟

زٹیک۔ ابھی آپ نے نہیں فرمایا۔ معزز اور واجب التعظیم۔

وکیل۔ نعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ ابے جا۔ بیگم صاحبہ کو بلا لا۔

زٹیک۔ بہت خوب جناب والا۔

(کھانے کا ٹیبل لگانا)

وکیل۔ بی بی اور ہوٹل کیا میری جان کھانے کو کم تھے۔ جو یہ بھی نزدوی مچھر کی طرح میرا دماغ چاٹتا ہے۔

زٹیک۔ حضور آپ کی واجب التعظیم بیگم صاحب تو آپ پر بہت خفا ہیں۔ میں تو مناتے مناتے تھک گیا۔ آپ ہی جاکر پاؤں ہاتھ پڑو۔

وکیل۔ یہ نوابت تک تو زبانی فقرہ بازی تھی۔ اب پاؤں پڑنے کی نوبت آئی۔ اچھا میری مائی۔ میں ہی چلتا ہوں۔ میرے بھائی۔ (گئے)

ننھو۔ کم بختی پیچھا نہیں چھوڑتی۔ چھپتے چھپاتے بڑی سڑک کے ناکے تک پہنچا تو قطب صاحب کی لاٹھ کی طرح اسی ہیلف کی شکل نظر آئی۔ آخر اُلٹے پاؤں پھر بھاگ آیا۔ سترہ باپ والا کہاں گیا۔ اوہو یہ تو ہماری دعوت کا سامان مہیا ہے۔ چلو بیٹا ننھو۔ پولیس کی جوتیاں کھانے سے پہلے کھانا تو پیٹ بھر کے کھالو۔ ہا ہا ہا مزیدار کٹلس ٹیس وار کباب۔ فائن دِسکی۔ لذت دار مٹن چاپ۔ مگر کوئی آجائے۔ تو گھونسوں کا کچومر اور جوتوں کی چٹنی بھی کھانا پڑیگی۔ اررر کوئی آرہا ہے۔ اب کہاں چھپوں۔ کم بختی۔ پیٹ بھی پورا بھرنے نہیں پایا تھا۔ کہ بدہضمی کی ڈکار کی طرح وہی سترہ باپ والا آن پہنچا۔ ٹھیک ہے اس کباٹ میں چھپ جاؤں مگر یہ خدا کی دی ہوئی نعمتیں کیوں چھوڑدوں۔ بس اپنا گھر کھلا۔ اور آپ بھلے۔ اب سترہ باپ والا چولھا پھونکے۔ یا گلگلے تلے۔

زلفن۔ نہیں نہیں میں ایک نہ مانوں گی۔ تم میرے لئے آئی گلاس نہیں لائے اور میں نے جیلی کا ڈبہ منگایا۔ وہ بھی ابھی تک نہیں آیا۔

زٹیک۔ لو جرح شروع ہوگئی۔ اتنا خفا کیوں ہوتی ہو؟

زلفن ۔ خفا کیوں نہ ہوں ۔ آخر تم پر میرا حق ہے یا نہیں ۔
وکیل ۔ کیوں نہیں ۔ تمہارا تو ایسا حق ہے جیسا ماں کا اولاد پر ۔ یا نائیکا کا تماش بینوں کی جائیداد پر ۔
زلفن ۔ تم تو روز یونہی باتیں بناتے ہو ۔ جتنا میں کچھ نہیں بولتی اتنا مجھے دباتے ہو ۔
وکیل ۔ گراموفون کی طرح دن بھر تو لڑا کرتی ہے ۔ اور پھر بھی کچھ نہیں بولتی ۔ آؤ کھانا کھاؤ (دیکھ کر) ہائیں کھانا غائب ٹیبل خالی ۔ ابے زٹیک او زٹیک !!
زٹیک ۔ حاضر جناب عالی ۔
وکیل ۔ کیوں بے موالی ۔ یہ ٹیبل پر کی کباب کٹلس ۔ بسکٹ ۔ روٹی ۔ کس نے کھائی ؟
زٹیک ۔ مجھے کیا معلوم حضور ۔ یہ سب ہیں کیونکر کھا جاتا ۔ میرا پیٹ ہے یا نانبائی کا تنور ۔
بٹو ۔ زباں میں لذت کٹلس دماغ میں ہے سرور
خدا نے بھیجدی جنت سے یہ شراب طہور
زلفن ۔ کھانا نہ دانہ ۔ تم نے خواہ مخواہ مجھے بنایا ۔ ڈیڑھ گھنٹے سے میرا مغز کھایا ۔
وکیل ۔ اب اسے کیونکر یقین دلاؤں ۔ خدایا اپنی لسانی اور وکالت کا تو یہاں ستیاناس ہے ۔ میں نے درجہ سوم کی ڈگری حاصل کی ہے مگر یہ تو وکالت درجہ اوّل پاس ہے ۔ اسے بتلاتا نہیں ۔
زٹیک ۔ حضور میں کیا بتلاؤں ۔ یاد کیجئے ۔ شاید آپ ہی کھا کر بھول گئے ہونگے ۔

وکیل۔ ابے میں کھا کر بھول گیا ہوتا۔ تو میرا پیٹ جو چپاتی کی طرح پچکا ہوا ہے۔ ڈبل روٹی کی طرح نہ پھول جاتا۔

زٹیک۔ آ ہا ہا ہا حضور یاد آیا۔ یہ تبلائیے کہ آپ کی شبرات میں آپ نے اپنے باپ دادا کی فاتحہ دلوائی تھی۔

وکیل۔ نہیں۔

زٹیک۔ تو بس انہیں میں سے کوئی بھوکا مردہ آکر آپ کا کیا دھرا چٹ کر گیا۔

وکیل۔ بیٹے۔

زٹیک۔ یعنی آپ کا پکا پایا ہوا کھانا چٹ کر گیا۔

وکیل۔ ابے مُردے بھی کہیں کھانا کھاتے ہیں؟

زٹیک۔ نہیں کیوں نہیں کھاتے۔ آخر وُہ بھی ہماری طرح انسان ہیں۔ فرق یہ ہے کہ ہم جاندار ہیں اور وُہ بے جان ہیں۔

زلفن۔ بس بس میں سمجھ گئی۔ تُم میاں اور نوکر مل کر دونوں مجھے بناتے ہو۔ دونو کے دونو جھوٹے نظر آتے ہو۔

وکیل۔ میں جھوٹا؟ درجہ سوئم کا معزز وکیل اور جھوٹا۔ دیکھو بی بی میں ازالہ حیثیت کا دعویٰ کر دُونگا۔

زٹیک۔ اور میاں چار چار آنے میں جھوٹا حلف اُٹھانے والے گواہ لا کر فوجداری کا کیپاؤنڈ میں بھر دُونگا۔

بنو۔ (چھپا ہُوا) ارے یار کوئی دیکھ کر بولو۔ وُہ کم بخت بیلف گیا ہے یا نہیں آخر کب تک میں اس لکڑی کے اجلاس میں بیٹھا ہُوا کباب کٹلس کا فیصلہ کیا کرُوں گا۔

وکیل۔ جا بے دوسرا ٹیبل لگا۔

زلفن۔ میں نہیں کھاؤں گی۔

وکیل۔ تمہیں کھانا ہوگا۔
زلفن۔ ہرگز نہیں۔
وکیل۔ نہیں مانتی؟
زلفن۔ نہیں!

گانا دونوںکا

وکیل۔ یہ نخرے تلے چھوڑو جانی۔ آؤ کچھ کھاؤ کھلاؤ۔
بیوی۔ یہ بوڑھے نخرے جا کر کہیں اور دکھاؤ۔ جی جاؤ۔
ننھو۔ یہ کباب کٹلس مٹن چاپ ہے تازہ تازہ آؤ لو یارو اڑاؤ۔
وکیل۔ کھالو للہ۔
بیوی۔ توبہ تلا۔
ننھو۔ یہ بلی یا باگڑ بلہ۔ گلا پھاڑ مت چلا چلا۔ وسکی تازی او لو یار دبا ڈاؤ۔
وکیل۔ تم بھی بھوکی میں بھی بھوکا کھالو میری جان۔
ننھو۔ دادا جی کی فاتحہ حلوائی کی دوکان۔ یہ وسکی تازی او یارو اڑاؤ۔
وکیل۔ بیوی ادمان جاؤ۔
(وکیل کا بیوی کو منا کر میز کی طرف لانا۔ بیوی کا کھانا نہ پاکر ناراض ہونا!)
وکیل۔ اچھا تو جاؤ۔ جو جی چاہے کرو۔ ہوا اچھا نک کر پیٹ بھرو۔ میں یہاں بھوکا مرتا ہوں۔ تم وہاں بھوکی مرو۔ ہا ہا ہا اچھا ہوا۔ ہائی کورٹ نے عورتوں کو وکالت کرنے کی اجازت نہیں دی۔ ورنہ ان کے مقابلے میں مردوں کو ایک کیس جیتنا بھی مشکل ہو جاتا۔ بات بات میں ناطقہ بند۔ ذرا ذرا سی روٹھا روٹھی۔ بس اب میں بھی یہاں سے چلا جاؤں۔ جب تک وہ معافی نہ مانگے۔ ہاتھ نہ جوڑے۔ تو کرسے نہ بلوائے کبھی واپس نہ آؤں گا۔

(جاتا)

ننھو۔ تیلیاں لوٹیں پر کھلے۔ وہ ادھر دفعہ ہوا۔ اور یہ ادھر دفعان۔ اب میں

جی کو اطمینان ہوا۔ خدا کرے۔ وہ بیلف ٹل گیا ہو۔ تو مصیبت سے جان چھوٹے۔ ہت تجھ پر خدا کا غضب ٹوٹے۔ کم بخت جانے کا نام ہی نہیں لیتا ہے۔ جب دیکھو۔ اسی جگہ پر دکھائی دیتا ہے۔ اچھا بیٹا کھڑے رہو۔ تمہارے پاؤں تھک کر آئیں گے میرا کیا نقصان ہوتا ہے۔ یہ لو۔ تمہارا چچا اس سوفے پر پاؤں پھیلا کر سوتا ہے۔

(سو جانا)

زلفن۔ (آکر) اوہو۔ غصے کے جوش میں بھوکے ہی سو گئے۔ اجی کیا خفا ہو گئے۔

بنو۔ اررررر۔ یہ کہاں سے نازل ہوئی؟

زلفن۔ اجی اٹھو میرے پیارے میرے میاں۔

بنو۔ بنو ہلنا نہیں تو ہلا۔ اور لات گھونسہ ملا۔

زلفن۔ اجی اچھا کیا مجھے گلے نہ لگاؤ گے۔ اجی وکیل صاحب اپنی قانون دان بیوی کو پیار نہ کرو گے۔

بنو۔ ہائے ہائے کیا بدقسمتی ہے۔ ایک حسین عورت گلے پڑ کے پیار دے رہی ہے۔ اور میں لے نہیں سکتا۔

زلفن۔ اچھے سنتے ہو۔ دیکھو میں چادر کھینچ لیتی ہوں تا میرے پیارے میری جان۔ (دیکھکر) او خدایا کون شیطان؟

بنو۔ یور ہمبل سرونٹ ضعیف الانسان۔

زلفن۔ دوڑو۔ پکڑو۔ بھوت۔ بھوت۔

بنو۔ ہائے ہائے غضب ہوا۔ یہ مجھے ضرور پٹوائے گی۔ سارے محلہ کو بلائے گی۔

(الماری میں چھپ جانا)

وکیل۔ ہائے ہائے جورو کی محبت بھی عجیب چیز ہے۔ لاکھ دل کو سمجھایا۔

مگر طبیعت نہ مانی۔ اور آدھے راستے سے واپس آیا۔ اچھی بی بی آپ بی بی۔ مجھے وکیل کی وکیلن۔ دیکھا سُنتی ہے اور جواب نہیں دیتی ابھی تک نخرے نہیں گئے۔ اچھا میں بھی یہیں سو جاتا ہُوں۔ آخر تمہیں میرے بغیر چین تو پڑے گا نہیں۔ جھک مار کر آؤ گی۔ اور مجھے مناؤ گی۔

(سو جانا)

ننھو۔ بیٹا یہ منانے کے مزے لینا تو ہماری قسمت میں تھا۔ تمہاری قسمت میں تو صرف جُوتیاں رہ گئی ہیں۔

(زلفن دو پڑوسیوں کو بُلا کر لاتی ہے)

زلفن ۔ وُہ دیکھو۔ ابھی تک سونے پر پڑا ہے۔

پہلا پڑوسی۔ ہاں اُستاد لگاؤ۔

دوسرا پڑوسی۔ دونوں کے دونوں لپٹ جاؤ۔

(وکیل کو پیٹنا اُس کا جاگنا اور بھاگنا)

سب۔ کون وکیل صاحب اور وُہ بھوت کہاں گیا؟

وکیل۔ کون بھُوت۔ یہاں بھُوت کہاں سے آیا؟

زلفن۔ وہی جس کو ابھی میں نے تمہارے دھوکے میں گلے سے لگایا۔

زٹیک۔ دیکھا بیگم۔ میں نہ کہتا تھا کہ مرحوم بزرگوں میں سے کوئی یہاں ضرور موجود ہے۔

ننھو۔ آداب عرض ہے جناب وکیل صاحب۔

وکیل۔ ارے ننھے کیا بات ہے کہاں سے آیا؟

ننھو۔ ہاں جی ہے جس نے جناب کو گلے سے لگایا۔

زٹیک۔ تب تو حضرت اسی نے کس کیا ہے صفائی کا ہاتھ پھیرا۔

ننھو۔ جناب وکیل صاحب بات یہ ہے کہ یہ بابا کے شوہر ہیں۔

وکیل - ابے بیٹے کے بچے - جو میں پوچھتا ہوں اُس کا جواب دے -

نبّو - ہاں تو سنئے میرے باپ کے سترہ بیٹے - اور میرے چچا کی سترہ بیٹیاں - سترہ اور سترہ چونتیس - اس میں چار اور میرے ملائیے - تو ہمارے ہوئے چھتیس ۳۶ -

وکیل - ابے خبیث رزالہ پھر وہی چونتیس چھتیس کا جھگڑا نکالا -

نبّو - تو کیا کچھ بھول ہوگئی جناب والا - اچھا تو پھر سے شروع کیجئے میرے باپ کے -

وکیل - ابے تیرے باپ کی ایسی تیسی -

نبّو - واہ وکیل کی کھوپڑی اور ایسی - اتنا سمجھایا - اور سترہ دُون چونتیس کا حساب سمجھ میں نہیں آیا -

زلیخن - میاں میں سمجھتی ہوں - کہ یہ کوئی دیوانہ آدمی معلوم ہوتا ہے -

وکیل - دیوانہ تھا - تو میرے گھر میں کیوں آتا تھا - کیا یہ کوئی پاگل خانہ تھا ؟

نبّو - (ریفنیف کو دیکھتا ہے) ارر رٹ گیا - اچھا - وکیل صاحب آپ خفا ہوتے ہیں - تو لو میں جاتا ہوں - مگر یاد رکھئے گا میرے باپ کے سترہ بیٹے -

وکیل - ابے چلا کہاں ؟ کھانے کے دام اور بیوی کو گلے لگانے کی فیس رکھ دے - یاد رکھ یاد رکھتے ہو - تجھ کو - عدالت میں دیکھ لوں گا -

(رفیق کو مارنا)

سب کا گانا

وکیل - مارو مارو جوتے وجوتے ویوتے -

زلیخن - جان چھوڑو چھوڑو کیسی گڑ بڑ -

ننھو۔ یہ کیسی شامت آئی؟

وکیل۔ تیری جان پہ قیامت آئی۔

ننھو۔ بس راہِ للہ چھوڑ دو۔

بیوی۔ سب ہڈی پسلی توڑ دو۔

ننھو۔ سر ٹوٹا میرا یارو۔

وکیل۔ تن تن کے جوتے مارو۔

ننھو۔ بس بس اب چھوڑ دو چھوڑ دو چھوڑ دو۔ مجھے سب نے مارا پیٹا مارا۔

وکیل۔ جوتے گھونسے لاتوں سے ہم کرینگے تجھ کو پارا۔

بیوی۔ چمڑا توڑیں گے ناخن سے ہم تیرا سارا۔

لالو۔ دُہ ماریں گے ہم مار کہ جس سے تو جانے کہاں مارا۔

ننھو۔ بس چھوڑ دو چھوڑ دو یہ کیسی گڑبڑ۔

وکیل۔ مارو جوتے دھڑ دھڑ دھڑ دھڑ۔

(جانا سب کا)

باب تیسرا — پردہ چوتھا

رشیدہ۔ میں کہاں تھی۔ کہاں گئی۔ وہاں کیا ہوا۔ کیونکر بچی۔ کسطرح عزت و زندگی کے ساتھ گھر پہنچی۔ اب بھی جب زندگی کے ان چند خوفناک گھنٹوں کا خیال آجاتا ہے۔ تو آنکھوں کے نیچے اندھیرا چھا جاتا ہے۔ اے خدا۔ اے کریم و رحیم خدا۔ میں تیری جناب میں اپنی مسکین روح کا عاجزانہ شکریہ پیش کرتی ہوں۔ اسے قبول کر۔ افسوس ہے

بھرا تھا خوف و مایوسی سے سینہ تمام گو میرا

رگوں میں جم گیا تھا فرطِ دہشت سے لہو میرا
اگر اس بےکسی میں ناخدا بنتا نہ تو میرا
تو بیڑا غرق کر دیتے عدوئے آبرو میرا
تیری رحمت کو جوش آیا میرے آنکھوں کے قطروں سے
تیرا ہی فضل تھا جس نے بچایا مجھ کو خطروں سے

تحسین۔ میری بچی۔ وہ ہاتھ جو مٹھیاں باندھکر تمہیں دھمکی دیتا تھا۔ آج ہتھکڑی میں ہے۔ اور وہ گلاس جس کے اندر سے نکر وہ آوازیں نکل کر تمہارے دل میں خنجر بھونکتی تھیں۔ کل پھانسی کے پھندے میں ہوگا اُن کا اسی طرح معزز زندگی کی آغوش سے نکل کر ذلیل موت کی ٹھوکروں میں آپڑتا۔ اور تمہارے خوفناک ماضی کا پُرامن مستقبل سے بدل جانا۔ خدا کی طرف سے تمہارے صبروشکر کا انعام ہے اُن کی ہوسوں اور سیہ کاریوں کا انجام ہے

بدلا ہر ایک شخص کو حسبِ عمل مِلا
بویا تھا جیسا بیج یہاں ویسا پھل مِلا
صد شکر اپنی آگ میں ناپاک جل گئے
بخوف جی کے جتنے تھے کانٹے نکل گئے

رشیدہ۔ ہاں مگر ایک کانٹا ابھی تک دِل میں کھٹک رہا ہے۔
تحسین۔ جس خدا نے اتنے نشتر نکال کر پھینک دیئے وہ اس کانٹے کو بھی دُور کر دے گا۔
رشیدہ۔ وہ کانٹا تمہیں دُور کرنا چاہئے۔
تحسین۔ مجھے۔
رشیدہ۔ ہاں تمہیں کیونکہ تمہارا ہی چبھایا ہوا ہے۔

تحسین - میں نے کانٹا چبھایا اور تمہیں ؟

رشیدہ - اچھے تحسین - امیرانہ زندگی بسر کرنے - زریں لباس پہننے شاندار محلوں میں رہنے - گھوڑا گاڑی میں پھرنے - بڑی بڑی سوسائٹیوں میں جانے - اپنے سے زیادہ معزز لوگوں کے ساتھ ہاتھ ملانے سے خوشی حاصل نہیں ہوتی - وہ انسان جس کا دل غم اور خوف سے بھرا ہوا ہے اُسے شاندار محل اُن کی قبر - زریں لباس کفن - گھوڑا گاڑی جنازہ اور عیش و خوشی کی صحبت ماتم کا جلسہ معلوم ہوتی ہے - اگر تم حقیقت میں مجھے خوش رکھنا اور خوش دیکھنا چاہتے ہو - تو میرے دل میں جو رات دن شک کا کانٹا کھٹکتا رہتا ہے - اُسے دور کر دو - یہ دولت اور یہ ساز و سامان کیا ہیں - تمہیں کہاں سے مل گیا - اس کا سچ سچ جواب دیکر مشکور کرو -

تحسین - مگر میں اس سوال کا جو تم بار بار دُھراتی ہو - کتنی مرتبہ جواب دُوں پچاس سے زیادہ مرتبہ کہہ چکا - کہ میرا ایک رشتہ دار تھا جس نے تھوڑے دن ہوئے - وفات پائی - اور کوئی دوسرا وارث نہ ہونے کی وجہ سے اسکی تمام دولت میرے حصہ میں آئی -

رشیدہ - مگر تم نے تو ہمیشہ کہا کہ میں اس دُنیا میں بالکل تنہا آدمی ہوں پھر یہ رشتہ دار کہاں سے پیدا ہو گیا -

تحسین - یہ بھی خوب - گرمی برسات میں ہزاروں کھٹمل مچھر پتنگے آپ سے آپ پیدا ہو جاتے ہیں - تو میرا بھی ایک رشتہ دار کہیں سے نکل پڑا - اور کونسی تعجب کی بات ہے - یہ بھی قدرت کی کرامات ہے -

رشیدہ - تحسین دودھ کا جلا ہوا چھاچھ کو پھونک پھونک کر پیتا ہے [illegible]
سانپ کا کاٹا ہوا رسی سے ڈرتا ہے - تحسین تم [illegible]
ادب جو بھولا ہوا ہے [illegible] آ گیا ہے [illegible]

بدمعاش نے اپنی غرض نکالنے کے لئے اپنا اوزار نہ بنایا ہو۔ بہدرد بن کر مجھے پھنسانے کے لئے یہ سونے چاندی کا جال نہ بچھایا ہو۔

تحسین۔ کیا تم مجھے دغاباز سمجھتی ہو۔
رشیدہ۔ ایسا کیوں کہتے ہو؟
تحسین۔ لالچی اور کمینہ شخص سمجھتی ہو؟
رشیدہ۔ یہ لفظ کیوں منہ سے نکالتے ہو؟
تحسین۔ اگر تم مجھے ایسا نہیں سمجھتی۔ تو پھر یہ تمہارے دل میں وہم ہی کیسے گذرا۔
رشیدہ۔ میری بدگمانی کا یہ سبب ہے کہ تم بھولے اور بھلے آدمی ہو اور نیک آدمی بہت جلد دھوکا کھاتا ہے۔ جتنا کپڑا سفید ہوتا ہے اتنا ہی جلد اس پر دھبہ آتا ہے۔
تحسین۔ میری عزیز بچی۔ اگر تمہاری نظر میں ان سفید بالوں کی کچھ عزت ہے۔ تو اس بڈھے آدمی کا اعتبار کرو۔
رشیدہ۔ اور تم بھی اگر واقعی اپنے گوشت پوست کا مجھے ایک حصہ سمجھتے ہو۔ تو اپنے دل کے بھید سے خبردار کرو۔
تحسین۔ لاحول ولا۔ فضل نے مجھے کس جھنجٹ میں پھنسا دیا۔ اپنا جھگڑا میرے پیچھے لگا دیا۔
رشیدہ۔ تم جواب نہیں دیتے۔
تحسین۔ ارے کیا جواب دوں اپنا سر۔ تم تو خواہ مخواہ وکیلوں کی طرح جرح کرتی ہو۔
رشیدہ۔ خیر اگر تمہیں راز بتانے میں کلام ہے۔ تو تم جانو اور تمہارا کام۔ آج سے مجھے یہاں پانی پینا حرام ہے۔

تحسین۔ ارررررر۔ یہ تو ڈھیلے کا گھر مٹی ہوا چاہتا ہے۔ کم بخت سمجھاؤں تو کیونکر۔ مجھے تو بات بنانا اور جھوٹ بولنا بھی نہیں آتا ہے میری تو وہی مثل ہوئی۔ کہ سچ کہوں تو ماں ماری جائے۔ اور جھوٹ کہوں۔ تو باپ کتا کھائے۔

رشیدہ۔ اچھا تحسین خدا حافظ۔

تحسین۔ ہیں ہیں چلی کہاں؟

رشیدہ۔ جہاں عزت کے ساتھ سوکھا ٹکڑا۔ اور امن و امان سے رہنے کے لئے ٹوٹی پھوٹی جھونپڑی ملے گی۔

تحسین۔ نہیں باوا۔ مجھ سے اب راز ہضم نہیں ہوتا۔ زیادہ چھپاؤں گا تو بدہضمی ہو جائے گی۔ خیر تم ضد ہی لے بیٹھی ہو۔ تو قول و قسم کا پاس چھوڑ دیتا ہوں۔ سچ سچ بھانڈا پھوڑ دیتا ہوں۔

پروین۔ میں تمہاری احسان مند ہونگی۔

تحسین۔ تم اس فرشتے کو تو نہ بھولی ہو گی جس نے اس روز اشرفیوں کی تھیلی بھیجکر ہماری مدد کی تھی۔

رشیدہ۔ خدا اسے خوش رکھے۔ میں اسے نہیں بھولی ہوں اور نہ بھول سکتی ہوں۔

تحسین۔ بس تو آج ہمارے ارد گرد جس قدر عیش و راحت کا سامان ہے یہ سب اسی فرشتے کا احسان ہے۔

رشیدہ

میرے خدا۔ کیا اس خود غرض دنیا میں تو نے ایسے آدمی بھی پیدا کئے ہیں۔ یہ زمانہ جس میں بھائی بھائی کے، بیٹا باپ کے کام نہیں آتا ہے دولت کے لئے فرض۔ ایمان۔ دوستی یا رشتہ سب کچھ بھول جاتا ہے۔ تو یہ کیسا شخص ہو گا۔ جو بغیر کسی امید کے اپنی دولت اوروں کی

سے دوسروں کو نفع پہنچتا ہے۔

بالو۔ اُتی اُمی وہ فرشتے صاحب جنہوں نے اُس روز ہمیں اشرفیاں دی تھیں
تم سے ملنے آئے ہیں۔

تحسین۔ چلو بیٹی جان بچی۔ لاکھوں پائے۔ فرشتہ اور فرشتی آپس میں
نپٹ لیں گے۔ آئیے آئیے فرشتہ صاحب۔ ابھی آپ ہی کا ذکر خیر
ہو رہا تھا۔

(افضل کا داخل ہو کر آنا)

افضل۔ مجھ نالائق کو نیکی سے یاد کرنے والے۔ خدا کرے۔ ہمیشہ خوش اور
سلامت رہیں۔

رشیدہ۔ اے دریا دل و فیاض جناب۔ آپ کو خدا آپ کی نیکیوں کا اجر
دے۔ میں نہیں سمجھ سکتی کہ وہ پُر عظمت خیال۔ جو آپ کی نسبت
میرے دل میں موجود ہے کس طرح ظاہر کروں۔ اور کن لفظوں میں
آپ کی بے انتہا مہربانیوں کا شکریہ ادا کروں۔

افضل۔
اگر یہ سچ ہے کہ انسان کی شکل اس کے دل کا آئینہ ہے۔ تو آپ کو ایک
لفظ بولنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ جو کچھ آپ کے دل میں ہے۔ وہ
آپ کے چہرے پر میں دیکھ رہا ہوں۔

رشیدہ۔ آپ یقین کیجئے کہ میں نے آج تک آپ جیسا نیک اور فیاض
انسان ہی نہیں دیکھا۔ میں ہمیشہ خود کو لونڈی اور آپ کو اپنا
سرپرست سمجھوں گی۔ وکیل ہو

افضل۔ سرپرست کا لفظ مجھے پوری طرح خوش نہیں کر سکتا مجھے
امید ہے کہ آپ کوئی اس سے بھی زیادہ بہتر خطاب ڈھونڈ کر دے کر اپنی قدر
شناسی کا ثبوت دیں گی۔

رشیدہ۔ آپ دُنیا کے تمام بہترین خطاب کے مستحق ہیں۔ فرمایئے میں آپ کو کون سے خطاب سے یاد کروں؟

افضل۔ وُہ خطاب جو شادی کے بعد تم نے افضل کو دیا تھا۔

رشیدہ۔ یعنی

افضل۔ عزیز شوہر

حسین۔ ہاں اب بارود میں آگ لگی۔ اب راز کا قلعہ اُڑا چاہتا ہے۔

رشیدہ۔ افسوس اگر مجھ کو یہ معلوم ہوتا کہ پھولوں کی آڑ میں سانپ کنڈلی مارے بیٹھا ہے۔ خالص عنایت کے پیچھے فاسد نیت چھپی ہوئی ہے۔ تو میں فاقوں سے مر جاتی۔ مگر تمہاری کوئی مدد قبول نہ کرتی۔

افضل۔ آپ غصہ تھوکیے اور سوچیے۔ اس دُنیا میں افضل کے بعد مجھ سے بہتر شوہر آپ کو نہیں مل سکتا۔

رشیدہ۔ بس بس۔ اس سے زیادہ ایک لفظ نہیں۔ ورنہ میں تمہارے تمام احسان بھول کر سخت جواب دینے پر مجبور ہو جاؤں گی۔

افضل۔ اگر آپ ناراض ہو گئیں۔ تو لیجئے تسلیم۔ میں یہاں ٹھہر کر آپ کو تکلیف دینا نہیں چاہتا۔

حسین۔ ارے او بھائی فقیر کہاں جاتا ہے۔ بابا اب السلام کے روپ میں آ گیا ہے کہ خواہ مخواہ جھگڑا بڑھاتا ہے۔

افضل۔ تم پیر فقیروں سے تمسخر کرتے ہو۔ تم کیا سمجھتے ہو۔ اچھا میں جاتا ہوں۔

حسین۔ بابا ذرا جانا [illegible] ہم کیسے [illegible] بڑا آدمی ہے [illegible] افضل کی طرح فقیر کا [illegible]

تمہارے پاس آئی ہو۔

رشیدہ ۔ تحسین تم یہ کہتے ہو۔ او بوڑھے دغا باز۔ یہ تیری زبان کے لفظ ہیں۔ تو جو قدرت کے قانون کی طرح اپنی سچائی میں اٹل تھا کیا تجھ پر بھی دُنیا کا جادو چل گیا ۔ موجودہ عیش و آرام کی جگمگاتی ہوئی دُنیا دوبارہ تاریکی میں ہوتے دیکھکر تیرا ایمان بھی بدل گیا۔

تحسین ۔ میں نے ایمان کو اس لئے بدل ڈالا ۔ کہ جبت پرانا ہو گیا نئی روشنی کے زمانے میں نئے فیشن کے ایمان کی ضرورت ہے ۔

رشیدہ

میں حکم دیتی ہوں ۔ کہ گفتگو کے وقت آداب شرافت کا لحاظ رکھو ایک عورت کی مرضی کے خلاف تمہیں جرأت دکھانے کا کیا حق ہے

افضل ۔ میں ثابت کر دونگا ۔ کہ مذہب اور قانون دونوں طرح سے میں تم پر حق رکھتا ہوں ۔

رشیدہ ۔ یقیناً اس وقت تم اپنے ہوش میں نہیں ہو ۔

افضل ۔ میں ثابت کر دونگا کہ میرا تم سے نکاح ہو چکا ہے ۔

رشیدہ ۔ میرے اللہ ۔

افضل ۔ میں ثابت کر دونگا ۔ کہ تم میری بیاہتا بیوی ہو ۔

رشیدہ ۔ اوہ ۔ کیا یہ مجھے دیوانہ بنانے کے لئے آیا ہے ۔

افضل ۔ میں ثابت کر دونگا کہ یہ میری اور تمہاری پاک محبت کی یادگار یعنی میری لڑکی ہے ۔

رشیدہ ۔ تحسین تم سنتے ہو !

تحسین ۔ کیا میری کسی مدد کی ضرورت ہے ۔

افضل ۔ میں ثابت کر دونگا کہ میرا نیا دوست نہیں بلکہ پرانا جان نثار

تحسین ہے۔

تحسین۔ تو میں ثابت کردوں گا۔ کہ یہ فرشتہ نہیں۔ بلکہ میرا قدردان آقا افضل ہے۔

(افضل کا مونچھ نکالنا)

رشیدہ۔ وہی وہی۔ مجھے سنبھالو۔ میں بے ہوش ہونا چاہتی ہوں افضل۔ افضل۔

افضل۔ میری بیوی۔ ایک مرد کو خدا کی دی ہوئی بہترین نعمت۔

(دونوں کا گلے ملنا)

گانا

داتا رے امن چمن سکھ سدا مگن رہیں مل گاؤ۔
منگل آج بجی امنگ ترنگ سورنگ جماؤ۔ دکھ جات رہے
دے سکھ امن سدا مگن ہے صبح امید کا شمس فلک پہ چمک دمک
نئی دکھائے۔ جگ کو بھائے۔ گل کھلائے۔ من بھاوے
دھام کا سنگاری۔ ماتھی حشر کہے سکھ امن سدا مگن رہیں۔

(سب کا خوشی منانا)

(ناچ انگریزی کے بعد تماشہ کا اختتام پانا)

مکمل ڈراما
سلور کنگ

تمام شد